آپ کے مسائل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵ | ۸ تا ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۷ تا ۲۳ جنوری ۹۷ء | شمارہ نمبر ۳۴

قادیانیوں کی طرف سے انتخابات کا بائیکاٹ

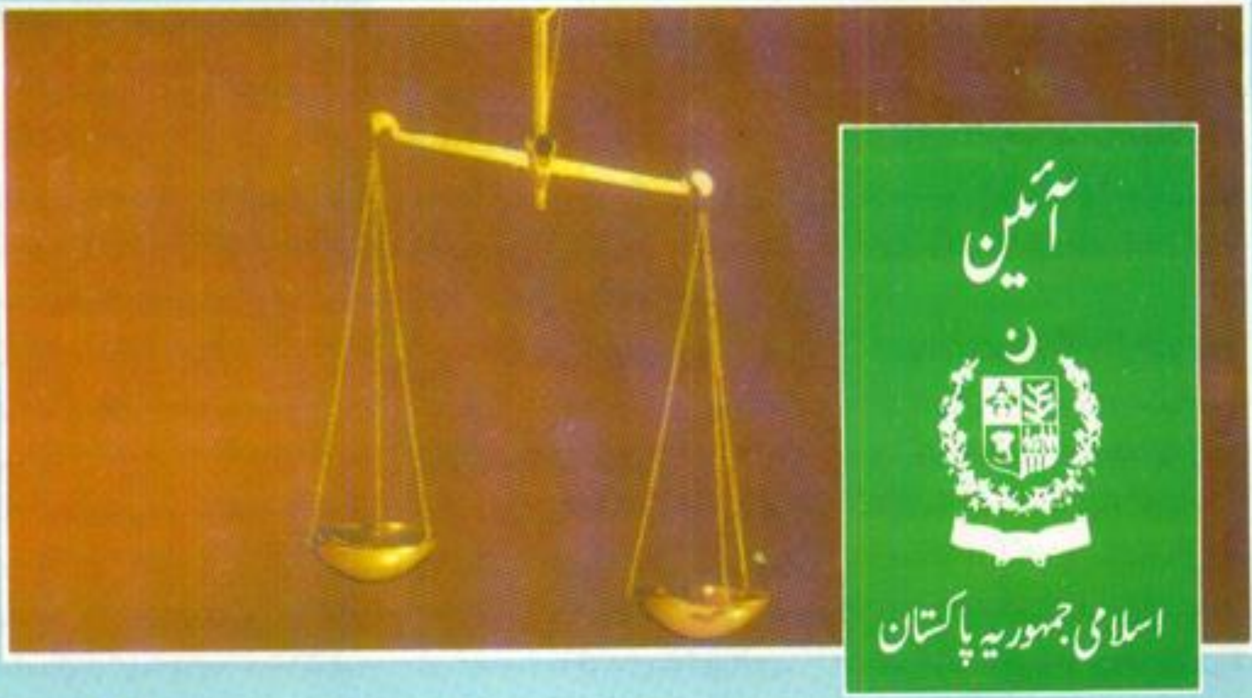

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین اور غیر مسلم جج صاحبان

مرشدِ کامل
مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ

مرزائیوں کے دو گروہوں میں اختلافات پر ایک نظر

فطرتِ انسانی اور آسمانی نورِ ہدایت

قیمت: ۵ روپے

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

شوہر قادیانی ہوگیا.... میں کیا کروں؟

جمعہ ۳ جنوری ۱۹۹۷ء کے جنگ اخبار کے صفحہ اقراء میں ایک مجاہدہ بیٹی ماجدہ خان کا دردناک خط "شوہر قادیانی ہوگیا میں کیا کروں؟" شائع ہوا۔ خط پڑھ کر ہر مسلمان خون کے آنسو رو دیا۔
اسلامی مملکت پاکستان جس کو اس لئے قربانیاں دے کر بنایا تھا کہ یہاں ایمان محفوظ ہوگا وہاں ایمان اتنا مظلوم اور کمزور ہوگیا ہے کہ ایک بچی اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو خط لکھنے پر مجبور ہوگئی ہے۔ پتہ نہیں صدر فاروق احمد خان لغاری اور ممتاز بھٹو کی آنکھیں یہ خط کھول سکے گا یا نہیں؟ البتہ ہر مسلمان کے دل میں ضرور تڑپ پیدا ہوگی ہے اور مسلمانوں کو معلوم ہوگیا ہے کہ قادیانی کیا کیا حربے استعمال کر کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی مسلمانوں کے دلوں میں ان قادیانیوں کے لئے نرم گوشہ ہوگا۔ آپ بھی سوچئے اور دوسرے مسلمان کو بھی اس کی طرف متوجہ کیجئے۔ (ادارہ)

مجاہدہ بیٹی ماجدہ خان

سوال: میں اہل سنت و الجماعت فقہ حنفی کے پیروکار گھرانے کی چشم و چراغ ہوں۔ میرے والد محترم نے اپنی زندگی ہی میں میری شادی اپنے ماموں زاد بھائی کے لڑکے سے 1990ء میں کراچی میں کردی تھی۔ پہلے بچے کی ولادت کراچی میں 1991ء میں ہوئی جس کا نام محمد یاسین ہے۔ شادی کے ڈیڑھ سال بعد میں اپنے شوہر کے ساتھ فیصل آباد منتقل ہوگئی تھی۔ شادی کے وقت سے لے کر 1993ء تک میرے اپنے شوہر کے ساتھ گھریلو تعلقات ہمیشہ اچھے رہے اور ہم ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے۔ مگر 1995ء کا سال میرے لئے بربادی کا سامان بن کر آیا۔ میرے شوہر جس دکان پر ملازم تھے اس کے پڑوس میں ایک "قادیانی مرزائی" کی دکان واقع تھی جس نے پڑوسی ہونے کے ناطے میرے شوہر سے دوستی قائم کی اور آہستہ آہستہ بے تکلف ہونا شروع ہوگیا۔ چونکہ میرا شوہر متوسط درجے کے اسکول کا پڑھا لکھا تھا۔ دینی علم نہ ہونے اور نماز، روزہ کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے وہ کسی طور پر بھی دین سے باواقف تھا قادیانی پڑوسی سے دوستی کا ذکر کبھی کبھار وہ مجھ سے بھی کرتا تھا کہ مذکورہ پڑوسی عادات، اخلاق و لین دین کا انتہائی ایماندار فرد ہے اور نماز روزے کا پابند اور دینی باتوں سے مکمل طور پر واقف ہے جبکہ میری اپنی عقل و سوچ قادیانیوں کو ختم نبوت کے انکار کی بناء پر کافر اور غیر مسلم تصور کرتی تھی مجھے یاد ہے کہ اس کا اظہار میں نے اپنے شوہر سے کھل کر کیا تھا اور چونکہ مجھے خبر نہ تھی کہ آنے والے وقت میں کیا ہونے کو ہے میں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی لیکن رفتہ رفتہ میں نے محسوس کیا کہ میرے شوہر کی فطری سوچ اور رجحانات میں تبدیلی کے آثار رونما ہونے شروع ہوگئے ہیں اور وہ اپنی زبان میں کسی دوسرے فرد کی زبان پیش کر رہا ہے۔ وہ اکثر مجھ سے سوال کرتا کہ پوری دنیا میں صرف مسلمان ہی کیوں ذلیل و خوار اور رسوا ہو رہے ہیں؟ جبکہ دیگر اقوام میں عیسائی، یہودی اور قادیانی ترقی پر ہیں اور خاص کر پاکستان میں تو قادیانی انتہائی عروج پر ہیں جبکہ مسلمان انہیں غیر مسلم قرار دیتے ہیں۔ بقول مسلمانوں کے اگر قادیانی گمراہ اور بھٹکے ہوئے ہی ہیں تو ان پر خدا کی اتنی مہربانی اور عنایت کیوں؟ اس کا مطلب ہے کہ مسلمان مغالطے میں ہیں اس جیسے کئی سوال وہ مجھ سے کر کے جواب طلب کرتا اور میں ہر موقع پر یہی کہتی کہ چونکہ "ختم نبوت" کا انکار ہی غیر مسلم ہونے کے لئے کافی ہے اس لئے قادیانی کافر ہیں۔

مجھے کسی نے آپ کی کئی کتابیں جو قادیانی مذہب سے متعلق تھیں پڑھنے کے لئے دیں تھیں اور مجھے ان سے کافی رہنمائی حاصل ہوئی۔ انہی گمراہ کن باتوں پر میں نے اپنے سسر، جیٹھ، دیوروں وغیرہ سب کو مطلع کیا جنہوں نے چند ایک موقعوں پر اسے ڈانٹ ڈپٹ کی اور مجھے تسلی دی کہ تمہارے شوہر کو سختی سے سمجھایا ہے اب وہ آئندہ ایسی باتیں نہیں کرے گا اور راہ راست پر آجائے گا اور ہوا بھی کچھ یوں کہ میرے شوہر نے ظاہری طور پر اپنے رویے میں لچک پیدا کرلی جس سے مجھے وقتی طور پر اطمینان ہوگیا مگر اندر ہی اندر میرے شوہر کے سر پر [illegible]

یہ سلسلہ جنوری 1996ء تک چلتا رہا اور اس نے فارم پر کر کے قادیانی فرقے میں شمولیت اختیار کرلی کچھ عرصے بعد میرے گھر میں دوسرے بچے کی ولادت مارچ 1996ء میں ہوئی اس وقت مجھے اور بھی دکھ اٹھانے کا سامنا کرنا پڑا جب بچے کی ولادت پر میرے شوہر نے اس کا نام "طاہر احمد" تجویز کیا جس کو میں نے شدت سے رد کردیا (کیونکہ آج کل قادیانیوں کے خلیفہ کا نام یہی ہے) میں نے اپنے دوسرے بچے کا نام "محمد حمزہ" رکھا۔

انہی ایام میں میرے شوہر کی خاموشی ایک دم برملا غیر اسلامی عقائد و نظریات کے اظہار کی صورت میں ظاہر ہوئی وہ چوری چھپے قادیانیوں کی ٹی وی نشریات بذریعہ ڈش دیکھنے کی بناء پر اب بلا خوف و خطر اپنے آپ کو "قادیانی، مرزائی" کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا اور برملا اظہار کرتا کہ اصل اسلام تو احمدیوں کی عبادات میں عملی طور پر پوشیدہ ہے جبکہ مولویوں کے پاس تو مخالفانہ بے بنیاد پروپیگنڈہ ہے۔ میں نے اس انتہائی تشدد و مخالفت کی بناء پر خائف ہوجانے کی بناء پر اپنے چچا کو کراچی بذریعہ خط مطلع کیا کہ میرا شوہر قادیانی مبلغین کی گمراہ کن باتوں میں آجانے پر اب خود کو قادیانی کہتے ہوئے نہیں شرماتا۔ میں ماضی میں اچھے یا برے دنوں میں اپنے شوہر کے لئے ہر طرح کی دنیاوی قربانی تو دیتی رہی ہوں لیکن چونکہ اب بات دین کے انتہائی حساس پہلو یعنی "ختم نبوت" کا انکار کئے جانے کی ہے جس میں، میں قطعی طور پر اپنے شوہر کا ساتھ نہیں دے سکتی کیونکہ یہ معاملہ اللہ اور دین اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے [illegible]

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۱۵ شمارہ ۳۴

۸ تا ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ
بمطابق ۱۷ تا ۲۳ جنوری ۱۹۹۷ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
○ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
○ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مولانا نذیر احمد تونسوی
○ مولانا منظور احمد حسینی ○ مولانا محمد جمیل خان
○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و متزئین: ارشد دوست محمد، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

قادیانیوں کی طرف سے انتخابات کا بائیکاٹ	۳
اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین اور غیر مسلم جج صاحبان	۷
حضرت اقدس مرشد کامل مولانا عبدالرحمان کامل پورے	۹
فطرت انسانی اور آسمانی نور ہدایت	۱۲
مرزائیوں کے دو گروہوں میں اختلافات پر ایک نظر	۱۴
دارالعلوم دیوبند اور عقیدہ ختم نبوت	۱۶
رمضان المبارک کے مطالبات	۱۹
سیرت صحابہؓ کا قرآنی معیار	۲۱
نماز ظہر قرآن و حدیث کی روشنی میں	۲۲
اخبار ختم نبوت	۲۵

زر تعاون
سالانہ ۲۵۰ روپے ششماہی ۱۲۵ روپے سہ ماہی ۷۵ روپے

بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش نمبر ۷-۴۸۰۹ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان فون 514122-583486 فیکس 542277

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171-737-8199.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیوں کی طرف سے انتخابات کا بائیکاٹ اور ووٹر لسٹ میں نام کے اندراج سے انکار

آئین کی واضح خلاف ورزیوں کے باوجود حکمرانوں کی مجرمانہ غفلت

صدر محترم اور نگران وزیر اعلیٰ قادیانی وزیر کی تقرری کے سلسلے میں دلائل دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ غیر مسلم اقلیتوں کو وزارت دینا آئین اور قانون اور اخلاقی تقاضوں کے خلاف نہیں، مجلس تحفظ ختم نبوت سابقہ ریکارڈ سے ثابت کر رہی تھی کہ غیر مسلم اقلیتوں اور قادیانیوں میں واضح فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کی لاج رکھ لی اور قادیانی جماعت کی طرف سے اعلان ہوا۔

ربوہ (پی پی اے) ملک خالد مسعود ناظر امور عامہ صدر انجمن جماعت احمدیہ کی طرف سے الیکشن ۱۹۹۷ء سے لاتعلقی کا اعلان جاری کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چیف الیکشن کمشنر کو مطلع کیا جا چکا ہے کہ قومی و صوبائی اسمبلیوں کی احمدیوں کے لئے مخصوص نشست پر انتخاب میں حصہ لینا احمدی اپنے اعتقاد اور ضمیر کے خلاف سمجھتے ہیں اس لئے انتخابی فہرستوں میں احمدیوں نے اپنے ووٹ درج نہیں کروائے، اگر کسی کا نام درج ہوا تو اس کی اطلاع اور رضامندی کے بغیر ہوا ہے ایسے ووٹوں کو منسوخ کیا جانا چاہئے ان حالات میں جو کوئی بطور احمدی انتخاب میں حصہ لیتا ہے اسے جماعت احمدیہ نمائندہ تسلیم نہیں کرتی۔ (روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۶ء)

مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہی موقف تھا کہ قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہیں اور آئین کی ترمیم ۷۴ء اور امتناع قادیانیت آرڈیننس ۸۴ء اور سپریم کورٹ اور باقی کورٹوں کے علاوہ جنوبی افریقہ کی طرف سے دیئے ہوئے فیصلے کہ قادیانی مسلمانوں سے الگ کوئی مذہب ہے کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں اور انہوں نے کبھی غیر مسلم لسٹ میں اپنا نام درج نہیں کرایا اور اب مندرجہ بالا اعلان کر کے انہوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے موقف کی بھرپور تائید کر دی ہے اس صورت حال کے پیش نظر درج ذیل سوالات ہر مسلمان کے ذہن میں ابھرتے ہیں۔

قادیانیوں نے انگریزی دور حکومت میں جب کشمیر میں مردم شماری ہو رہی تھی مطالبہ کیا کہ ان کے نام مسلمانوں کی لسٹ میں درج نہ کریں اور اس وقت کے مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشین مرزا بشیر الدین محمود نے انگریز وائسرائے کو خط لکھا قادیانی (احمدی) جماعت کے افراد کے ناموں کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل نہ کریں۔ بلکہ ان کے لئے الگ فہرست کا انتظام کریں۔ اس کی وجہ سے کشمیر کے مسلمانوں کی تعداد کم ہوئی اور بھارت نے کشمیر کا انضمام اپنے ساتھ کرایا۔

- پاکستان بننے کے بعد ظفر اللہ قادیانی نے کہا کہ مجھے کافر ملک کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر وزیر۔
- قادیانیوں نے پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے لئے خون ریزی کا منصوبہ بنایا۔ بلوچستان پر عملدرآمد بھی شروع کیا۔
- پاکستان میں قادیانی آج تک مسلمانوں کی فہرست میں ناموں کا اندراج نہیں کراتے۔
- ۷۴ء کی ترمیم کے بعد پہلے مرزا ناصر (بمعنی ظالم) نے اور اب مرزا طاہر (بمعنی نجس) نے اعلان کیا کہ قادیانی جماعت کے افراد ووٹر لسٹ میں نام درج نہ کریں اور نام درج کرانے والوں کو جماعت سے فارغ کر دیا جائے گا۔

اب جبکہ قادیانی غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے ووٹر لسٹ میں نام درج نہیں کراتے تو آئین کی خلاف ورزی پر ان کے خلاف مقدمہ کیوں درج

نہیں کیا جاتا اور اگر غیر مسلم اقلیت کی فہرست میں نام درج نہیں کراتے اور مسلمانوں کی فہرست میں نام درج کراتے ہیں تو یہ بھی آئین کی خلاف ورزی ہے کیونکہ (۲۹۸ سی) کے مطابق اگر کوئی غیر مسلم اپنے آپ کو اشارتاً "کنایتاً" اور وضاحتاً "مسلمان کہے یا کہلوائے تو اس کو تین سال سزا ہوگی۔ کیوں حکومت اس صورت میں قادیانیوں کے خلاف مقدمہ درج نہیں کرتی؟ وہ اگر غیر مسلم اقلیت کی فہرست میں نام درج نہیں کراتے اور مسلمانوں کی فہرست میں بھی نام درج نہیں کراتے تو وہ انتخابی قوانین کے مطابق آئین کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ ووٹر لسٹ میں نام درج نہ کرانا بھی جرم ہے۔ کیا حکومت نے اس صورت میں ان کے خلاف ایکشن لیا ہے؟

جب قادیانی جماعت کے افراد اپنے آپ کو پاکستانی کہلوانا پسند ہی نہیں کرتے اور نہ ہی کسی لسٹ میں اپنا نام درج کراتے ہیں تو پھر حکومت کی طرف سے انہیں شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کا اجراء کس بنیاد پر کیا جاتا ہے ان کو حقوق کس بنیاد پر دیئے جاتے ہیں کلیدی عہدوں اور وزارتوں میں کیوں رکھا جاتا ہے‘ حالانکہ اگر کوئی پاکستانی معمولی سا بھی جرم کرے تو قانون فوراً "حرکت میں آجاتا ہے لیکن کیا قادیانیوں کی خلاف آئین اور قوانین حرکتوں پر پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں یا ان کو تمام قوانین سے بالاتر کر دیا گیا ہے۔

تمام اخبارات میں بہانگ دہل اعلان کرنے کے بعد خبریں اخبار مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۹۶ء میں قادیانیوں نے اشتہار چھاپا کہ ووٹر لسٹ میں نام درج نہ کرائیں‘ نام درج کرانے والوں کو جماعت سے نکال دیا جائے گا‘ اس کے باوجود حکومت کی طرف سے قانون کو حرکت میں نہ لانا مجرمانہ غفلت اور ملک اور دین دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟ مسلمان یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ آخر حکومت یہ مجرمانہ غفلت کب تک کرتی رہے گی؟ کب تک اس باغی اور زندیق اقلیت کو مسلمانوں پر مسلط کر کے قانون سے ماوراء سمجھا جائے گا۔

قادیانی ووٹر لسٹ میں نام درج کرائیں	مجرم نہیں	مسلمان اس پر احتجاج کریں مجرم؟
قادیانی مسلمان کہلائیں۔ مسلمانوں کو کافر کہیں	مجرم نہیں	مسلمان اس پر احتجاج کریں مجرم؟
قادیانی مسلمانوں کو خنزیر کہیں‘ کنجریوں کی اولاد کہیں	مجرم نہیں	مسلمان احتجاج کریں مجرم؟
قادیانی مساجد بنائیں۔ کلمہ کی توہین کریں	مجرم نہیں	مسلمان کہیں ‘ایف آئی آر کاٹو مجرم؟

آخر یہ کھیل کب تک جاری رہے گا؟ کیا مسلمان اس کا خود علاج تجویز کریں؟ حکومت کیا چاہتی ہے ۷۴ء کی تحریک کا اعادہ کیا جائے؟ قادیانیوں کا جینا دوبھر کر دیا جائے؟ مسلمانوں کو کہا جائے قادیانیوں کا معاشرتی بائیکاٹ کرو امن وامان کو تباہ و برباد کرو؟ حکمران کیوں مسلمانوں کے درپے ہیں۔ بدنام حکمران نہیں ہوتے۔ انتظامیہ نہیں ہوتی۔ مسلمان ہوتے ہیں۔ خدارا مسلمانوں کا امتحان نہ لیں۔ قادیانیوں کے اس واضح اعلان‘ اس واضح اشتہار کے بعد مجرمانہ غفلت کو چھوڑیں اور قانون کو حرکت میں لائیں۔ جبری غیر مسلم اقلیت میں نام درج کروائیں اگر نہ کریں تو انتخابی قانون کے مطابق مقدمہ بنائیں۔ اگر قادیانی ووٹر لسٹ میں نام درج نہیں کراتے تو کسی اور ملک میں چلے جائیں۔ پاکستان میں غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے رہنا ہوگا ورنہ مسلمان ان کے حقوق کے ذمہ دار نہیں۔

مولانا عبدالرشید انصاری کی والدہ کی رحلت

ہفت روزہ خدام الدین کے مدیر‘ پاکستان شریعت کونسل کے ڈپٹی سیکریٹری جنرل‘ ممتاز مورخ‘ مولانا عبدالرشید انصاری کی والدہ ماجدہ گزشتہ دنوں اپنے آبائی وطن میں ۱۰۳ سال کی طویل عمر میں وفات پاگئیں۔ مولانا عبدالرشید انصاری کے مطابق مرحومہ بہت نیک اور صالح خاتون تھیں۔ زندگی بھر عبادت میں گزاری۔ اولاد کو علوم دینیہ سے آراستہ کیا۔ صبر و شکر سے زندگی گزاری اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے عالمی مجلس کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب‘ نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی‘ ناظم اعلیٰ مولانا عزیز

الرحمان جالندھری‘ مولانا اللہ وسایا اور دیگر اکابر مولانا عبدالرشید انصاری کیلئے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور مولانا عبدالرشید انصاری اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

ماہ مبارک کا استقبال

ماہ مقدس رمضان المبارک اپنی رحمتوں‘ برکتوں اور تجلیات اور مغفرتوں کے ساتھ سایہ افگن ہو رہا ہے۔ عالم اسلام میں ہر طرف خوشیوں کا سماں ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس ماہ مقدس کی نیکیوں کو سمیٹنے کے لئے تیاری میں مصروف ہے۔ کیوں نہ ہو نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ کی اتنی فضلیتیں بیان فرمائی ہیں کہ انسانی دماغ اس کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے آخر میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع فرماتے اور خطبہ میں اس کی تیاری کی ہدایات جاری فرماتے‘ رحمت‘ مغفرت اور جہنم سے خلاصی کے دن ہوں اور مسلمان متوجہ نہ ہوں کیسے ممکن ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو اس مہینے میں سراپا عبادت بن جاتے۔ ان کے لئے ہروقت مقدس و منور تھا اور ہر شب شب قدر تھی۔ اپنے اکابر علماء کرام کو جس طرح ماہ رمضان کا اہتمام کرتے دیکھا اور سنا اس سے اس ماہ کی برکات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے ”اکابر کا رمضان“ میں معمولات اکابر کو جمع کردیا ہے۔ بعض اکابر تو اس ماہ میں ملاقاتیں بند کردیتے تھے اور چوبیس گھنٹوں میں دو چار گھنٹے کے آرام کے علاوہ تمام وقت عبادت میں گزارتے تھے۔ اکابر علماء کرام کی زندگیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ ماہ مبارک کا ہم سب کو اہتمام کرنا چاہئے۔ دن کو روزہ اور عبادات اور رات کو تلاوت کلام پاک سے اپنے قلوب کو منور کرنا چاہئے۔ غفلت میں اگر وقت گزار دیا تو بہت ہی محرومی اور بدقسمتی ہوگی اس لئے اکابر کا رمضان اور فضیلت ماہ رمضان کا مطالعہ کرکے ماہ مبارک کی کیفیات سے مستفیذ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ماہ مبارک کو عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے برکت کا باعث بنائے۔

ووٹ کا صحیح استعمال.........

ایک مذہبی فریضہ

۳ فروری‘ انتخابات کا دن قریب آ رہا ہے اور توقع بڑھتی جارہی ہے کہ انتخابات ہوں گے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ کا ووٹ کی اہمیت پر مضمون آپ نے گزشتہ شمارہ میں ملاحظہ فرمالیا۔ آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ یہ کتنا اہم اور نازک کام اور ذمہ داری ہے اس لئے ۳ فروری کو ووٹ دیتے وقت اپنی ذمہ داری کا احساس کریں۔ سب سے پہلے نمبر پر علماء کرام کا حق ہے کہ ان کو ووٹ دیا جائے۔ پھر دیگر جماعتوں کے دین دار اور دیانت دار افراد کو ووٹ دینا ہوگا۔ اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ پاکستان کے کسی ضلع سے مسلمانوں کی نشست پر کوئی قادیانی کامیاب نہ ہو اگر ایسا ہوگیا تو آپ کی یہ سب سے بڑی غفلت اور نادانی ہوگی اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ۔ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں۔ اگر گزشتہ انتخابات کی طرح آپ نے وقتی مصلحتوں کا سہارا لیا اور گزشتہ لوگوں کو کامیاب کرادیا تو آج تو بمشکل آپ کو لقمہ مل رہا ہے۔ کل یہ لٹیرے آپ کے منہ سے یہ لقمہ تک چھین لیں گے۔ جاگیردار‘ سرمایہ دار‘ ڈاکو اور لٹیرے آپ کے ہمدرد نہیں آپ کو لوٹنے والے ہیں علماء حق ہی آپ کی کشتی کو بھنور سے نکال سکتے ہیں اور اس کو امن و سکون دے سکتے ہیں۔ طالبان کی شرعی حکومت نے ثابت کردیا کہ علماء کرام ہی حکومت کے سب سے زیادہ اہل ہیں۔ مسلمانان پاکستان کے لئے یہ اچھا موقع ہے تمام نشستوں سے علماء کرام کو کامیاب کرکے ثابت کردیں کہ دین سے ان کی وابستگی کسی مفاد کے لئے نہیں۔ دنیاوی مسائل بھی انشاء اللہ علماء کرام زیادہ بہتر انداز میں حل کریں گے خدارا اس موقع کو نہ گنوائیں ورنہ پھر حسرت اور ندامت مقدر بن جائے گی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین اور غیر مسلم جج صاحبان

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی رو سے ملک کے صدر اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا ضروری ہے' اپنے عہدے کا حلف اٹھاتے ہوئے انہیں اس بات کا اقرار کرنا ہوتا ہے کہ وہ حضور سرور کائنات ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مانتے ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کے مدعی کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں' چنانچہ آئینی طور پر کوئی غیر مسلم ملک کا صدر یا وزیر اعظم نہیں ہو سکتا' اس کے برعکس اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کی تقرری میں کوئی پابندی حائل نہیں ہوتی' چنانچہ ہندو' سکھ' عیسائی' پارسی اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں سے تعلق رکھنے والوں کو اگر وہ تقرری کی اہلیت کی تمام شرائط پوری کرتے ہوں' جج مقرر کرنے میں کوئی امر مانع نہیں' پاکستان کی عدلیہ میں جسٹس اے آر کارنیلیس' جسٹس دراب پٹیل اور جسٹس رستم سدھوا نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ البتہ لاہوری یا قادیانی (مرزائی) مذہب کے پیروکاروں کا معاملہ ذرا مختلف نوعیت رکھتا ہے' گزشتہ چودہ سو سال سے تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ چلا آرہا ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر' کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے' آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے تھوڑا عرصہ بعد ہی جب ابھی اسلامی سلطنت کی بنیادیں پوری طرح استوار نہیں ہوئی تھیں' تو کئی فتنے اٹھ کھڑے ہوئے' منکرین زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب اپنی پوری شیطانی قوت کے ساتھ حق کے مقابل آ کھڑے ہوئے' اس وقت انتہائی نامساعد حالات میں بھی حضرت صدیق اکبرؓ نے جس پامردی اور استقامت سے ان فتنوں کا مقابلہ کر کے ان کا قلع قمع کیا وہ اسلامی تاریخ عزیمت کا ایک کھلا سنہری باب ہے' مرزائی مذہب کے پیروکاروں کو اعلیٰ عدالتوں کا جج بننے میں ایک ایسی آئینی رکاوٹ کا سامنا ہے' جسے وہ خود ہی دور نہیں کرنا چاہتے' بلکہ دانستہ اس سے چمٹے ہوئے ہیں' وہ یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل (g)(a)(3)260 کی رو سے یہ ازلی ابدی غیر مسلم آئینی طور پر بھی غیر مسلم قرار دے دیئے گئے ہیں' یہ لوگ دنیا بھر کے

جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ

ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کو کافر سمجھتے اور اپنے آپ کو اصلی مسلمان قرار دیتے ہیں' یہ آئین کے متذکرہ بالا آرٹیکل 260 کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرنے کو تیار نہیں' کیا ایسی صورت میں کسی مرزائی جج کا حلف کہ وہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کا تحفظ اور دفاع کرے گا" قابل اعتبار ہو سکتا ہے؟

ایک اخباری اطلاع کے مطابق ایک "اعلیٰ شخصیت" کی جناب جسٹس خلیل الرحمان خان صاحب سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ سے اس وجہ سے ناراضگی ہو گئی ہے کہ انہوں نے ایک قادیانی سیشن جج کی بطور ہائی کورٹ جج تقرری کی سفارش نہیں کی۔ اس "اعلیٰ شخصیت" کی خدمت میں اطلاعاً" عرض ہے کہ عدلیہ میں اب مزید کسی مرزائی جج کی تقرری کی گنجائش نہیں ہے' کیونکہ وہ پہلے ہی اپنی آبادی کے تناسب سے کہیں زیادہ حصہ وصول کر چکے ہیں۔ اس وقت پنجاب میں قادیانیوں کے ووٹوں کی کل تعداد چار ہزار اٹھاسی ہے' جبکہ یہ پنجاب میں اپنی تعداد لاکھوں میں بتاتے ہیں' جو بذات خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ اپنے ووٹ جان بوجھ کر نہیں بنواتے' تاکہ ان کے نام بطور غیر مسلم درج نہ ہوں اور اس طرح یہ آئین کے آرٹیکل 260 کا منہ چڑاتے ہیں' بہر حال 4088 ووٹوں پر ان کا ایک جج بذریعہ سابق قائم مقام چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ مقرر ہو چکا ہے' پنجاب میں مسلمان ووٹوں کی تعداد تین کروڑ اکیس لاکھ سے زیادہ ہے' لاہور ہائی کورٹ کے لئے ججوں کی آسامیوں کی منظور شدہ تعداد صرف پچاس ہے' اگر مسلمانوں کو 4088 ووٹوں پر جج کی ایک اسامی دی جائے تو تین کروڑ اکیس لاکھ سے زیادہ ووٹوں پر مسلمانوں کے لئے لاہور ہائی کورٹ میں سات ہزار ساڑھے آٹھ سو سے زیادہ آسامیوں کا انتظام کرنا ہو گا۔ جسٹس خلیل الرحمان صاحب نے قادیانی سیشن جج کی سفارش نہ کر کے کوئی جرم نہیں کیا بلکہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے ساتھ دینی حمیت کا ثبوت دیا ہے۔ عدلیہ کی تاریخ میں ان کا نام ان کے سنہری کارناموں اور جرأتمندانہ اور عادلانہ فیصلوں کی وجہ سے ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ انہوں نے 20 مارچ 1996ء کے تاریخ ساز فیصلے سے پہلے بھی ہمیشہ عدلیہ کی آزادی کی بات کی اور اس کی سزا بھی پائی' دو سال فیڈرل شریعت کورٹ بھگتی' کبھی کسی حکمران کے پاس کوئی ذاتی غرض لے کر نہیں گئے' سازشی عناصر حکمران کے پاس جا جا کر ان کی شکایت کرتے رہے کہ "اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے

میں " اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایسے زمانے میں چیف جسٹس کے عہدہ جلیلہ پر فائز فرمایا' جب اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا' فاضل سپریم کورٹ کے 20 مارچ کے فیصلے کے بعد اب عدلیہ مکمل طور پر آزاد ہے' اب وہ دن گئے جب ایک قائم مقام چیف جسٹس نے حکومت کے اشارہ پر توہین رسالت' کے مبینہ مرتکب غیر مسلموں کی سزائے موت کے خلاف اپیل دو ہفتوں سے بھی کم مدت میں سماعت کرانے کا انتظام کردیا تھا اور ایک دوسرے قائم مقام نے ایک ڈپٹی کمشنر کی خواہش پر اسی ضلع کے سیشن جج کو رات گیارہ بجے نیند سے بیدار کراکے اسے ٹیلیفون پر یہ حکم دیا تھا کہ وہ اگلی صبح تین سو میل دور نئے اسٹیشن جاکر چارج سنبھالے' اس سیشن جج کا قصور یہ تھا کہ اس نے ڈپٹی کمشنر اور دیگر افسران کے خلاف اس وقت کی اپوزیشن کی مقامی قیادت کے استغاثہ میں پراسس جاری کروایا تھا۔

جسٹس خلیل الرحمان خان کے جانشین جسٹس اعجاز نثار صاحب خود پابند صوم صلوۃ اور ایک دینی اقدار کے حامل معزز خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ جناب جسٹس سجاد علی شاہ نسباً سید ہیں اور ان کے بزرگوں نے باب الاسلام سندھ میں اسلام کی روشنی پھیلانے میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہوئی ہیں۔ ان معزز حضرات سے مسلم امہ توقع رکھتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے معاملات ختم نبوت کے باغی اور فرنگی سامراج کے پٹھو غلام احمد قادیانی کے امتیوں کے ہاتھ میں نہیں جانے دیں گے' یہ وہی لوگ ہیں جن کے گرو آنجہانی ظفراللہ خان قادیانی نے حضرت قائد اعظم کا جنازہ اس بنا پر نہیں پڑھا تھا کہ وہ انہیں مسلمان نہیں سمجھتا تھا اور اس نے اپنے اس گندے عقیدے کا اظہار برملا کیا تھا' ان کے ایک اور گرو گمنال ڈاکٹر عبدالسلام نے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی ترمیم منظور ہونے پر اپنے بیان میں کہا تھا کہ میں اس لعنتی ملک (مملکت خداداد پاکستان) کی زمین پر اپنا قدم نہیں رکھنا چاہتا' یہ ایک عظیم المیہ ہے کہ حکومت سے وابستہ کچھ مغرب زدہ لوگوں نے اسے حقائق کے برعکس اچھالنے کی کوشش کی اور گورنمنٹ کالج لاہور کی لائبریری کو اس شخص سے منسوب کردیا۔

میں اس پراسرار "اعلیٰ شخصیت" سمیت تمام متعلقہ اعلیٰ شخصیتوں کی توجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریروں کی طرف مبذول کراکر انہیں اس پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں کہ ان تحریروں کی رو سے مرزائیوں کے نزدیک ان کا اور ان کے دیندار والدین اور آباؤ اجداد کا کیا مقام متعین ہوتا ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ ان لوگوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے' اپنے آپ کو مسلم اور امت مسلمہ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ملازمتوں اور دیگر مراعات میں انہیں ان کی تعداد کے مطابق حصہ دیا جائے اور مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے سے روک دیا جائے' ایک صوبائی حکومت پہلے ہی کنورادریس کو وزیر مقرر کرکے فتنہ و فساد کا دروازہ کھول چکی ہے۔ "اعلیٰ شخصیتوں" کو ایسی کوئی مزید کوشش نہیں کرنی چاہئے' ملکی محکموں کے سربراہ اپنے ماتحت قادیانی افسروں سے اور ہائی کورٹوں کے چیف جسٹس اپنے ماتحت قادیانی ججوں سے اس امر کا حلف نامہ کہ وہ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۶۰ کے مطابق اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرتے ہیں' طلب کرکے دیکھ لیں کہ کون آئین کا پابند اور کون منحرف ہے؟ جو اپنے آپ کو آئین کے مطابق غیر مسلم تسلیم کرلیں' انہیں ان کی آبادی کے تناسب سے تمام حقوق دیئے جائیں۔

"اعلیٰ شخصیت" یا شخصیتوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان حضور نبی کریم ﷺ سے انتہائی جذباتی عقیدت رکھتے ہیں' وہ آپ ﷺ کے ناموس کی حفاظت کے لئے اپنی جان' مال' اولاد' والدین غرضیکہ ہر قیمتی متاع قربان کردینے کو سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں دس ہزار مسلمان نوجوانوں نے اپنے جانوں کا نذرانہ پیش کرکے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ ادا کیا جو بالآخر ۱۹۷۴ء کی تحریک کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور انگریزی سامراج کے "خود کاشتہ پودے" کی جعلی نبوت کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا گیا۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون۔ ۲۳۵۵۷۳ —

مُرشدِ کامل

مولانا عبدالرحمٰنؒ کامل پوری

مولانا مفتی محمد جمیل خان

حضرت اقدس مرشد کامل مولانا عبدالرحمان کامل پوری (صدر مدرس مدرسہ مظاہرالعلوم سہارنپور) رحمتہ اللہ علیہ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ سب سے بڑے صاحبزادے مولانا عبیدالرحمان ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء زید مجدہم سہارنپور میں پیدا ہوئے مدرسہ مظاہرالعلوم کی روحانی فضاء' حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمتہ اللہ' حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی زیر تربیت تعلیمی سلسلہ شروع کیا۔ حفظ قرآن کریم اور ابتدائی کتب مدرسہ مظاہرالعلوم میں حاصل کیں۔ تقسیم ملک کی بنا پر حضرت مولانا عبدالرحمان کامل پوری رحمتہ اللہ سہارنپور واپس تشریف نہ لے جاسکے اس بنا پر جہاں سہارنپور کی مسند صدر مدرس اس عظیم الشان شخصیت سے محروم ہوئی وہیں صاحبزادگان کو بھی سہارنپور کی روحانی فضا سے محروم ہونا پڑا قیام پاکستان کے چند ماہ بعد حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خواہش پر حضرت مولانا کامل پوری رحمتہ اللہ علیہ مدرسہ خیرالمدارس ملتان تشریف لے گئے تو مولانا عبیدالرحمان صاحب بھی حضرت کے ہمراہ ملتان تشریف لائے اور حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کی زیر نگرانی درس نظامی کی تعلیم شروع فرمائی۔ تین سال خیرالمدارس میں درسی کتب اکابر علماء کرام سے مکمل کیں۔ بعدازاں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر حضرت مولانا کامل پوری رحمتہ اللہ علیہ دارالعلوم ٹنڈوالہ یار تشریف لے گئے تو صاحبزادہ مولانا عبیدالرحمان کو بھی خیرالمدارس سے تعلیم منقطع کرنا پڑی۔ دارالعلوم ٹنڈوالہ یار میں اس وقت کبائر علماء کرام حضرت مولانا سید یوسف بنوریؒ' حضرت مولانا اشفاق الرحمان صاحب کاندھلوی' حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی' حضرت قاری عبدالمالک لکھنوی' حضرت مولانا کامل پوری رحمتہ اللہ جمع تھے۔ مولانا عبدالرحمان صاحب ان اکابر اساتذہ کرام کے زیر تربیت مشکوۃ شریف' ہدایہ اخرین' جلالین شریف' صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث کی تعلیم مکمل کرکے دستار فضیلت اور سند حدیث حاصل کی عاشق رسول حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ نے جب کراچی میں مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن (جو اب جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے نام سے معروف ہے) قائم کیا تو مولانا عبدالرحمان صاحبؒ کو مدرس اور ناظم کی حیثیت سے اپنے ساتھ شریک سفر کیا' حضرت بنوری رحمتہ اللہ علیہ نے جب اپنی نگرانی میں مولانا عبدالرحمان صاحبؒ کی خوب تربیت فرمائی تو ۱۹۶۳ء میں انگلینڈ کے مسلمانوں کی طرف سے ایک جید عالم دین (جو کفر کے ماحول میں تبلیغ دین اور اشاعت قرآن کا فریضہ انجام دے سکے) طلب کیا تو حضرت بنوری رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا عبدالرحمانؒ کو حکم دیا کہ وہ کفر کے ماحول میں جاکر اسلام کی شمع روشن کریں۔ حضرت مولانا عبدالرحمانؒ نے استاد محترم کے انتخاب کا حق ادا کیا اور کفر کے جس خطے میں اسلام کا نام لینا جرم تھا۔ حلال گوشت مفقود تھا۔ اسلامی شعائر کا نام و نشان نہیں تھا' مولانا کی جدوجہد اور محنت اور دیگر علماء کرام کی مشترکہ کوششوں سے اب اس ظلمت کدہ کفر میں ہزاروں مساجد اور مکاتب قرآن اور کئی مدارس اور کئی اسلامی مراکز دین کی اشاعت کا کام کررہے ہیں۔ انگلینڈ میں جمعیت علماء برطانیہ کا قیام اور اس کے ذریعے پورے انگلینڈ میں مشترکہ دینی جدوجہد میں مولانا عبدالرحمانؒ کا سب سے زیادہ حصہ اور کردار ہے۔ مولانا جمعیت علماء برطانیہ کے سیکریٹری جنرل' صدر اور پھر سرپرست کے عہدے پر فائز رہے۔ مولانا عبدالرحمان صاحبؒ کی ہمہ گیر اور متفقہ شخصیت ہونے کی بنا پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آپ کو یورپ کے لئے قائم تنظیم میں نائب صدر مقرر کیا۔ اس وقت مولانا شیفیلڈ میں مقیم ہیں آپ کے دو صاحبزادے حافظ محمد انور' حافظ محمد اظہر کو علماء کرام کی خدمت کا خصوصی شغف مولانا سے ورثہ میں ملا ہے' آپ کی چار صاحبزادیاں ہیں۔

قاری سعید الرحمان

دوسرے صاحبزادے ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۳۴ء میں سہارنپور میں پیدا ہوئے سعیدالرحمان نام تجویز ہوا۔ ابتدائی تعلیم حضرت مولانا ابرارالحق صاحب خلیفہ مرشد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی زیر نگرانی حاصل کی بعدازاں حفظ قرآن کی تکمیل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپوری کی۔ قیام پاکستان کے بعد خیرالمدارس میں درس نظام کی تعلیم حاصل کی' مؤلف تحفہ قادیانیت مولانا محمد یوسف لدھیانوی (مدظلہ) آپ کے ہم درس رہے' موقوف علیہ اور دورہ حدیث کی تعلیم دارالعلوم ٹنڈوالہ یار میں حاصل کی۔ قرات کے

مشق حضرت قاری عبدالمالک سے کی' اللہ تعالیٰ نے قرات کی مہارت کے ساتھ آواز بھی خوبصورت عطا کی اس لئے قاری آپ کے نام کا جزو بن گیا۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کی قرات بہت پسند تھی جب کراچی جاتے تو حضرت بنوریؒ فجر کی نماز کے لئے آپ سے امامت کراتے' فراغت کے بعد ابتداء میں گاؤں کے مدرسہ میں تدریس کی بعدازاں حضرت والد صاحب کی سرپرستی راولپنڈی میں جامعہ اسلامیہ کے نام مدرسہ قائم کیا جس کو علمی اور دینی دونوں اعتبار سے مرکزیت حاصل رہی۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں عاشق رسول حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اسی مدرسہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی قیادت کی اور تاریخی فیصلے کے بعد اسی جگہ پریس کانفرنس میں قوم سے اظہار تشکر فرمایا۔ ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ کی قیادت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اس مدرسہ سے کی۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کا جنازہ بھی اسی مدرسہ میں ادا کیا گیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں قاری سعید الرحمان کو دینی خدمات کی بناء پر مجلس شوریٰ کا رکن مقرر کیا گیا ۱۹۸۸ء میں اٹک سے قاری سعید الرحمان پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت میں وزیر زکوٰۃ و عشر کے منصب پر فائز ہوئے آج کل سیاسی میدان سے کنارہ کش ہو کر علمی میدان میں سرگرم عمل ہیں' ریڈیو پاکستان میں آپ کا "حی علی الفلاح" جو دینی سوالات و جوابات پر مشتمل ہوتا ہے بہت مقبول ہے آپ نے اپنے والد حضرت مولانا کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ پر تجلیات رحمانی کے نام سے بہترین سوانح مرتب فرمائی جس کا دوم ایڈیشن کمپوزنگ کے مراحل میں ہے۔ قاری سعید الرحمان کے دو صاحبزادے قاری شفیق الرحمان' قاری محمد انس بہترین قاری ہیں اور درس نظامی کے آخری مراحل میں ہیں' جبکہ بڑے صاحبزادے اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے ایل ایل ایم بھی کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ دونوں صاحبزادے والد اور دادا کے نقش قدم پر چلیں گے۔

بھائی محمد الرحمان

یکم رجب ۱۳۵۵ھ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے۔ عربی اور دینی تعلیم حاصل نہ کر سکے لیکن بہت صالح اور علماء سے محبت کرنے والے ہیں۔ شیفلڈ میں مقیم ہیں سادگی اور متانت والد صاحب سے ورثہ میں ملا ہے۔ مہمان نواز اور بامروت شخص ہیں۔ چہرے سے نیکی کا اظہار ہوتا ہے۔

جانشین حضرت مولانا بنوریؒ کاملپوری مفتی احمد الرحمان قدس اللہ سرہ

مفتی احمد الرحمان علم و عمل' تقویٰ و طہارت' دیانت و امانت' حق گوئی و جرات ہر اعتبار سے اپنے والد استاذ الاساتذہ پیکر حیا حضرت مولانا عبدالرحمان کاملپوری رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے استاذ و شیخ حضرت اقدس علامہ العصر محدث وقت عاشق رسول مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین تھے ۶ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۳۹ء کو سہارنپور کے علمی اور روحانی فضاء میں آنکھیں کھولیں۔ ابتدائی نقش بزرگوں کو ایسا دل و دماغ میں ثبت ہوا کہ نوجوانی میں ہی ولایت کے مرتبے پر فائز ہوئے تعلیم کی ابتدا سہارنپور میں کی لیکن قیام پاکستان کی وجہ سے سہارنپور سے سلسلہ تعلیم منقطع ہو گیا تو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' مدرسہ خیرالمدارس' جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں تعلیم حاصل کی بعدازاں تکمیل کے لئے حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن تشریف لائے۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ جاذب اور پرکشش نورانی صورت کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ تن و من سب کچھ آپ پر فدا کر دیا۔ آپ بیٹے تھے پڑھنے کے لئے لیکن اپنے آپ کو آپ کے حوالے کر دیا۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو اللہ تعالیٰ نے ایسی محبوبیت عطا فرمائی تھی کہ جو شخص ایک دفعہ مجلس میں حاضر ہوتا دل و دماغ آپ کے حوالے کر دیتا اور آپ کا عاشق صادق ہو جاتا لیکن حضرت مفتی احمد الرحمان رحمۃ اللہ علیہ حضرت بنوریؒ کے عشق و محبت میں جس درجے پر فائز تھے بہت ہی کم لوگ اس مرتبے پر پہنچے ہوں گے۔ آپ کی وفات کے بعد جب بھی حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آتا تو آنسوؤں پر قابو پانا مشکل ہو جاتا' تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر تربیت علمی مشغلہ اختیار کیا اور بنوری ٹاؤن میں مدرس اور منصب مفتی کی حیثیت سے خدمت دینا شروع کی حضرت مولانا عبدالرحمان کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت اور نظر فیض نے اپنے اثرات دکھانے شروع کئے اور احمد الرحمان پہلے مولانا احمد الرحمان' پھر مفتی احمد الرحمان' پھر امام اہلسنت' شیخ عزیمت' مفسر' محدث اور فقیہ کی حیثیت سے دنیا کے سامنے متعارف ہونے لگے تاآنکہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی آپ کو اپنا جانشین ان الفاظوں کے ساتھ مقرر فرمایا: مفتی احمد الرحمان "حیاً" و "میتاً" میرے نائب اور جانشین ہوں گے۔

اور مفتی احمد الرحمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مربی الشیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب کا حق ادا کر دیا۔ پوری زندگی آپ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے ایسا کیا ہمیشہ فرماتے ہمارے حضرت نے یوں کیا' اپنے آخری لمحات تک اپنے شیخ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام کو ہی روشن فرماتے رہے۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت کے قائم کردہ

مدرسہ کو جو حضرت کی زندگی میں ہی "جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن" کہلانے لگا تھا ترقی دینا شروع کی اور چند ہی دنوں میں یہ جامعہ دنیا کی سب سے بڑی جامعہ کی حیثیت اختیار کرگیا۔ اس کے ساتھ آپ نے اس کی شاخیں شروع کیں جو بذات خود ایک جامعہ کی حیثیت رکھتی تھیں۔ چھ سے زائد شاخیں حضرت مفتی احمد الرحمان نے اپنی زندگی میں قائم فرمادیں تھیں۔ مولانا بنوری رحمتہ اللہ علیہ کی طرح مفکر اسلام قائد تحریک اسلامی مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ کو آپ پر بہت زیادہ اعتماد تھا اور ہر نازک مرحلہ میں آپ مفتی احمد الرحمانؒ سے مشورہ فرماتے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ کا جو تعلق مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ سے تھا مفتی احمد الرحمان رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو خوب نبھایا اور حضرت مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ کی میزبانی کا شرف کراچی میں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کو حاصل رہا اور حضرت مفتی محمود رحمتہ اللہ نے اپنا سفر آخرت بھی جامعہ بنوری ٹاؤن سے فرمایا۔ مفتی احمد الرحمان رحمتہ اللہ علیہ اپنی حمیت اور غیرت کے اعتبار سے علماء عصر میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے اس لئے ہر باطل کے خلاف جہاد میں مفتی احمد الرحمانؒ کی حیثیت کمانڈر اور امیر کی رہی اسی بناء پر علماء کرام نے متفقہ طور پر آپ کو امام اہلسنّت کا خطاب دیا اور یہ دینی تحریک کی قیادت آپ کے سپرد ہوئی۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں تو آپ قائد تحریک ختم نبوت امام المجاہد حضرت بنوری رحمتہ اللہ علیہ کی خادم کی حیثیت سے شریک تھے لیکن تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء میں آپ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم کی امارت میں بحیثیت نائب امیر ختم نبوت قیادت فرمارہے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس کوششوں کے بدولت امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء کا سہرا آپ کو نصیب فرمایا۔

جہاد افغانستان میں جس طرح مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ سب سے پہلے اعلان جہاد فرمایا۔ مفتی احمد الرحمان کراچی کے علماء کرام میں پہلے فرد تھے جنھوں نے جہاد افغانستان میں مجاہدین کی حمایت و نصرت کی اور بذات خود افغانستان تشریف لے گئے اور پھر بنوری ٹاؤن کے طلباء کو اپنی نگرانی میں جہاد کے لئے روانہ کیا۔ حرکۃ المجاہدین، حرکۃ الانصار کی آج کی شان و شوکت حضرت مفتی احمد الرحمان کا صدقہ جاریہ ہے۔ اور آپ کا یہ صدقہ جاریہ مجاہدین کی شکل میں تاقیامت جاری رہے گا۔ ۱۲ رجب کو حضرت مفتی احمد الرحمان سب سے چھوٹے ہونے کے باوجود سب سے پہلے اپنی منزل کی طرف کامیاب روانہ ہوگئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادے مولانا عزیزالرحمان رحمانی اور مولانا طلحہ رحمانی عالم دین ہیں اور دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ ○

بقیہ : مرزائیوں میں اختلاف

کے پیٹ میں مرا نہیں تھا اور اگر زیادہ سے زیادہ کچھ ہوا تھا۔ تو صرف بے ہوشی اور غشی تھی اور خدا کی پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ یونس خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ نکلا۔ اور آخر قوم نے اس کو قبول کیا۔" لیکن اس کے برعکس مولوی محمد علی صاحب ترجمہ قرآن کریم انگریزی صفحہ ۸۷۶ نوٹ ۲۱۲۳ کے تحت لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں کسی جگہ بھی مذکور نہیں کہ یونس کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ کیوں کہ لفظ التقم جو یہاں مذکور ہے۔ بالضرور لقمہ کے نگل جانے کا مفہوم نہیں ہوتا بلکہ صرف منہ میں اخذ کرنے کا۔ لیکن صاحب اپنی لغات میں التقم خاصا" فی التفصیل کی نظیر لکھ کر اس کے معنی کرتا ہے کہ اس کا بوسہ لینے کے وقت اس نے اس کا منہ اپنے ہونٹوں میں لے لیا۔ اس بارہ میں ایک حدیث نبوی بھی موجود ہے کہ مچھلی نے صرف حضرت کی ایڑی کو منہ میں لیا۔ اس میں قرآن بھی بائبل کی تردید کرتا ہے۔ یعنی بائبل یونس کا مچھلی سے نکلا جانا اور اس کے پیٹ میں داخل ہونا بیان کرتی ہے۔ جو قرآن کے برخلاف ہے۔

مرزا صاحب "الحکم" قادیان ۲۴ جون ۱۹۰۱ء کے ص ۱۱ پر لکھتے ہیں کہ "ہمارا ایمان اور اعتقادیہی ہے۔"

← اخبار الفضل قادیان یکم نومبر ۱۹۲۰ء میں مرزا غلام احمد کے نواسے عبدالرحیم خان لکھتے ہیں:

"دو دفعہ انوار میں ورکنگ مولوی صدر الدین کے زمانہ میں جاچکا ہوں۔ کوئی سنجیدہ مردیا عورت میں نے نہیں دیکھے۔ ہاں بیں پچیس لڑکیوں کا مجمع جائے پر ضرور موجود تھا۔ جن میں دو ایک مولوی صاحب بغل میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک سوئی سے مولوی صاحب کے پگڑی اچھال رہی تھی۔ دوسری مولوی صاحب کے آنکھوں کو بند کررہی تھی اور باقی ہندوستانی لڑکوں کے ساتھ پھر رہی تھیں۔"

یہ لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کے اختلافات کی ایک جھلک تھی۔ درج بالا آخری حوالہ قابل غور ہے جس سے مرزائیت کا چہرہ صاف نظر آتا ہے کہ مرزائیت میں مرزائیت کے گروؤں اور مرزائی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا گھلنا ملنا کیا ثبوت پیش کرتا ہے؟

محمد علی ایم اے امیر (لاہوری مرزائی) مرزا قادیانی کے گھر کے فرد کی حیثیت رکھتا تھا جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی واضح مخالفت کی۔ لاہوری مرزائیوں کو ہم دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ مرزائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرلیں۔ راقم یہ کہنے میں حق بجانب ہے۔

آپ خود ہیں جس نشیمن میں مقیم
اس نشیمن کی خبر تو لیجئے

آئندہ سطور میں مرزا قادیانی اور اس کے بیٹے مرزا محمود احمد کے درمیان اختلافات کو نذر قارئین کریں گے۔ انشاء اللہ (وماتوفیقی الاباللہ)

فطرتِ انسانی اور آسمانی نورِ ہدایت

ڈاکٹر حاجی ولی محمد٬ رحیم یار خان

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اترنے کا حکم صادر فرمایا تو آگاہ کیا تھا کہ:

"اهبطوا منها جميعا○ فاما ياتينكم منى هدای فمن تبع هدای فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون○" (بقرہ)

یہ گویا اس حقیقت کا اعلان تھا کہ زمینی زندگی دو قسم کے خطرات میں گھری ہوئی ہے اول یہ کہ لاعلمی کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا مستقبل جہاں اٹھنے والے ہر نئے قدم کا پتہ نہیں کہ کس ہلاکت گاہ میں پڑے اور کیسی مہیب تباہی لائے دوسری طرف ماضی کا عفریت جو لمحہ لمحہ چھین چھین کر گزشتہ کے غار میں پھینکتا چلا جاتا ہے٬ جب مستقبل تھا تو وہ عدم کی تاریکیوں میں نامعلوم تھا اور جب وجود پذیر ہوا تو دستیاب ہوتے ہی ماضی کے قالب میں ڈھل کر داغ حسرت بن گیا٬ ماضی کے کسی لمحے کو پالینا بس کی بات نہیں٬ مستقبل میں جھانک کر اٹھنے والے قدم کا انجام دیکھ لینا ممکن نہیں٬ ایسے میں نتیجہ ظاہر ہے٬ ماضی حسرتوں کا مرقع مصائب کی یلغار غموں کا ہجوم٬ مستقبل اندھیروں کا سمندر٬ قدم قدم پر مہیب خطرات٬ لغزشوں کے اژدھے٬ سوچ کے عفریت٬ ہوس کے مگرمچھ منہ کھولے ہوئے ہیں۔ ہر سو خوف ہی خوف ہے٬ ایسے میں یہ عقل کا پتلا کیا کرے جسے انسان کہتے ہیں جبکہ ماضی پر قدرت نہیں اور مستقبل کا ادراک نہیں گویا فطرت انسانی طلب گار ہوئی کہ مستقبل کے خوف و خطر سے تحفظ کی خاطر علم و ادراک کی روشنی ملے اور ماضی میں ڈھلنے والے لمحات آغوش حسرت میں جانے کے بجائے سرور و نشاط کا باب بن جائیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ انسانی فطرت زمینی زندگی کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے نور ہدایت کی محتاج قرار پائی٬ چنانچہ رب غفور نے انسان پر رحم فرمایا اور انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے فطرت انسانی کو ہدایت کی روشنی سے بہرہ مند فرما کر حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارتے وقت ہدایت کے انعام کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ اولاد آدم پر پورا فرما دیا تاکہ اولاد آدم ہدایت خداوندی کی روشنی میں اپنی زندگی کو خوف و غم کی تباہ کاریوں سے بچاسکے٬ رب رحیم نے ہر علاقے اور ہر قوم میں اپنے نبی بھیجے جو نور ہدایت سے لوگوں پر زندگی کے نشانات راہ واضح کرتے تھے اور ان کے عقیدہ و عمل کی گمراہیوں اور تباہ کاریوں پر انہیں آگاہ کرتے اور بدانجامی سے ڈراتے تھے کہ ان کے اسوہ سے ہٹ کر زندگی کی کامیابی کے لئے کوئی امکان سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو بھی نبی آیا اس نے کامیابی کی صرف ایک ہی صورت بتائی یہ کہ اللہ کی ناراضی سے بچو اور میری اطاعت کرو۔

زمین میں فساد اور فساد کے بعد تباہی کا واحد سبب ہمیشہ یہی ایک امر تھا کہ لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی پیروی سے منہ موڑ لیا تھا جبکہ اسوہ نبوت کے سوا کسی اور روشنی کا سرے سے وجود ہی نہیں کہ جس کی راہنمائی میں انسان ایک قدم آگے بڑھ سکے جن قوموں نے تنہا عقل کی بصیرت و دانست پر بھروسہ کرکے راہ حیات پر گامزن ہونے کی حماقت کی وہ تمام تر تباہی کے گھاٹ اتر گئیں۔

حیات انسانی کا ابتدائی دور تجرباتی مراحل سے گزرتا ہوا جب ترقی کے مراحل سے ہمکنار ہوا تو اس کے اولین سرے پر اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرما کر انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ ختم فرمایا۔ زمان و مکان کی وسعتیں٬ قوموں کا عروج و زوال٬ ان کے مزاج و نفسیات کا تفاوت٬ رنگ و نسل کے امتیازات بودوباش کے طور و طریق٬ فکر و خیال کی بلند پروازیاں٬ ادب و ثقافت کی نیرنگیاں٬ رسم و رواج کے تشخصات٬ آب و ہوا کے تغیرات اور جغرافیائی حد بندیوں کے تعصبات کے علاوہ سائنسی ترقیات و ایجادات کی بوقلمونیاں یہ سب پیش نظر رہے اور پھر دیکھیں کہ رب کائنات نے ایک ہی برگزیدہ ہستی کو اسوہ حسنہ کی ایسی صفت حمیدہ سے نوازا جو مذکورہ تمام کیفیات و امتیازات کے لئے روشنی کا واحد مینار ہے جس شخص کو جب بھی اور جس حیثیت میں بھی اپنی زندگی کو ناکامیوں٬ نامرادیوں سے بچانا اور کامیابیوں سے ہمکنار کرنا مقصود ہو اس کی واحد صورت یہی ہے کہ اپنی زندگی کو خاتم النبیین ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی سے چمکالے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی پوری زندگی میں زندگی کے ہر معاملے میں ہر چھوٹے بڑے کام میں خاتم النبیین ﷺ کی سنت کو اپنائے اور بڑے خلوص و محبت کے ساتھ "**بلا لومة لائم**" اپنائے۔ سوسائٹی کے تقاضے٬ ساتھیوں کا دباؤ٬ برادری کے رسم و رواج اور معاشرے کی عادات وغیرہ کے عذر بہانے آڑے نہ آنے پائیں اور جس شخص نے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو پرانی قدریں گمان کرتے

ہوئے اپنی عقل کی دانست کے زور سے ماحول کی چاہتوں کو سنت کہہ کر اپنالیا یا اس نے اسوہ نبوی ﷺ کو بے اعتنائی سے نظرانداز کردیا تو اسے بھی اسی تباہی اور بربادی کی آغوش میں جانا پڑے گا جس میں اس کے پیش رووں کو جانا پڑا ہے۔ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو اپنا لینے سے زندگی اتنی خوبصورت اور حسن کا ایسا مرقع بن جاتی ہے کہ خاک نشینوں کے نقش پا کو چوم لینا شاہی جلال کے لئے سرمایہ فخر اور حاصل آرزو بن جاتا ہے' سنت نبوی ﷺ سے اپنی زندگی کو بہرہ نصیب کرنے کے لئے کسی نظام فکر اور فلسفے کی حاجت نہیں' نیت صحیح اور درست کیجئے اور اسوہ نبوی ﷺ کو اخلاق و عمل کا معیار بنانے کے لئے بصد خلوص و محبت متوجہ ہوجایئے یقین جانئے کہ "الدین یسر" کی تفسیر نگاہوں میں گھوم جائے گی۔ اور اگر ہمارے ہاں اصلاح سیرت میں کوئی پیش رفت نہیں ہورہی اور کردار سازی میں اٹھایا جانے والا ہمارا ہر قدم پیچھے پڑتا ہے تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تغیرات زمانہ نے اسوہ نبوی کو ہوبہو اپنا کر ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کو دشوار بنادیا ہے۔ بلکہ اس کا واحد سبب یہ ہے کہ ہمیں اپنی غلط روش اجتماعی ہو یا انفرادی اتنی محبوب اور پسندیدہ ہے کہ ہمیں اس سے دستبردار ہونا گوارا نہیں ہے لہذا اسوہ نبوی ﷺ کی باتیں ہمیں پسند نہیں لیکن اس پر عمل کے لئے طبیعت حوصلہ نہیں پاتی ہمارے اس منافقانہ طرز عمل کو دیکھتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ خدانخواستہ ہم اس حدیث شریف کا مصداق بن کے نہ رہ جائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "فرمایا اس امت کے بارے میں ڈرتا ہوں میں ہر ایسے منافق سے جو باتیں حکیمانہ کرے گا اور اس کا عمل ظالمانہ ہوگا" (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت اس بارے میں زیادہ واضح اور مفصل ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلف صالحین کی خوبیوں کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا:

"اس کے بعد ایسا ہوگا کہ نااہل لوگ ان کی جگہ لیں گے اور ایسی باتیں کریں گے جن پر خود وہ عمل نہیں کریں گے اور جن باتوں پر وہ عمل کررہے ہوں گے وہ ایسی باتیں ہوں گی جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا ہوگا لہذا جو شخص ایسے لوگوں کے خلاف ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو دل سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو اتنا بھی نہ کرے تو اس سے آگے رائی کے دانے جتنا بھی ایمان نہیں ہے"۔ اصل جہاد ہاتھ ہی کا جہاد ہے زبان اور دل سے جہاد کا مطلب استطاعت کی کمزوری کی رعایت دینا ہے کیونکہ اسوہ نبوی ﷺ ہے:

"ان ارید الا الاصلاح ماستطعت" استطاعت نبوی تو طاقت کا ایک پہاڑ ہے لیکن اہل ایمان کی استطاعت ظاہر ہے کہ اس درجہ کی نہیں ہوسکتی پھر ان میں ہمت و ارادے کے کمزور افراد بھی ہوتے ہیں اور ماحول پر بھی بہت کچھ منحصر ہے کبھی نارمل ہوگا اور کبھی انتہائی ناساز گار اس لئے اہل ایمان کو یہ رعایت دی گئی ہے کہ عمل چور باتونیوں کے خلاف اگر کسی مجبوری سے ہاتھ سے جہاد کرنا ممکن نہ پاؤ تو زبان سے وعظ و نصیحت تنبیہ اور ملامت کرو اور اگر اس کا موقعہ بھی نہ ہو تو ایسے لوگوں کے کرتوتوں کو دل سے برا سمجھو اور نفرت کرو' یہ جہاد کا ایسا شعبہ ہے جو کبھی کسی عذر کی زد میں نہیں آسکتا اسی لئے فرمایا کہ اس سے آگے ایمان رائی کے دانے جتنا بھی نہیں ہے۔

ان اریدالا الاصلاح ماستطعت وماتوفیقی الاباللہ (سورۃ الھود ۸۸)

••

• **ماخذ** : مظاہر حق جدید ج ا' حجۃ اللہ البالغہ ج ا' المصالح العقلیہ' مجتبیٰ الاحکام النقلیہ ص ۴۳ے' احیاء علوم الدین (اردو)' فضائل اعمال' شرح معانی الاثار المعروف بالطحاوی ج ا ص ۲۶۱' تیسیر الباری شرح صحیح بخاری از حضرت علامہ وحید الزماں' معارف الحدیث ج ۳ ص ۴۰ از مولانا منظور نعمانی۔

بقیہ : نماز ظہر

قرار نہ دے جس کی واضح اور مدلل دلیل یہ ہے کہ آج کے دور میں ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلم جوق در جوق اسلام میں داخل ہورہے ہیں اور انہی کے بقول کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دین و دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کا ذریعہ ہے اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ رب کریم ہم سب مسلمان مرد اور عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کو نماز کا پابند بنائے اور اسلامی طرز فکر نصیب فرمائے۔ (آمین)

وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب' وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم تسلیما" کثیرا" کثیرا"

بقیہ : سیرت صحابہؓ

نزاکت کا تقاضا یہی تھا' اور اس لئے بھی کہ اگر خدانخواستہ منافقین اپنی ساحرانہ چالوں سے کہیں کسی بات میں تمہارا سہارا لینے میں کامیاب ہوجائیں تو یہ امت کے لئے نہایت خطرناک نتائج کا حامل ہوسکتا ہے لیکن قرآن مجید کی بلاغت کا یہ اعجاز ہے کہ تنبیہ کا ہر جملہ تلخی کے ضمن میں مدح کا مفہوم لئے ہوئے ہے جو دلیل ہے صحابہؓ کی محبوبیت و مقبولیت کی۔

مرزائیوں کے دو گروہوں میں اختلافات پر ایک نظر

مولانا محمد اشرف کھوکھر

انگریزی سامراج نے مسلسل پسپائی کے بعد مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد اور "حب رسول اللہ ﷺ" ختم کرنے کے لئے قادیان میں "اپنے خود کاشتہ پودے" کا بیج بویا' وہ بیج سامراجی پیسے کی آبیاری سے بڑھتا گیا کیل کانٹے نکالے اور امت مسلمہ کی دشمن طاغوتی قوتوں کے چھاؤں بنا نتیجہ یہ نکلا کہ قادیان کے انگریزی خودکاشتہ پودے "قادیانیت" نے امت مسلمہ کا شیرازہ بکھیرنے میں یہودیت کے آلہ کار کے طور پر کام کیا۔ فتنہ قادیانیت کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرگیا حکیم نورالدین نے مرزا کے بعد انگریزی اطاعت اور امت مسلمہ سے غداری کا طوق اپنے گلے میں ڈالا' مارچ ۱۹۱۴ء کو وہ بھی آنجہانی ہوگیا اس کے بعد مرزا غلام احمد کے بڑے بیٹے محمود احمد نے یہودیت کی ایجنسی قبول کی' لاہوری مرزائی مرزا محمود احمد کے چناؤ پر سخت برہم ہوئے۔ لاہوریوں نے اپنی الگ جماعت قائم کرلی اور امیر محمد علی ایم اے کو چن لیا۔ اس وقت سے مرزائیت کے دو گروہ بن گئے' اب مرزائیوں کے دو گروہ ہیں ایک قادیانی اور دوسرا لاہوری ....دونوں گروہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ دنیا کے عدالتوں بشمول پاکستان کی عدالتوں اور آئین پاکستان نے قادیانیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ تو بہرحال دونوں فریق ایک دوسرے کے سخت دشمن ہیں ذیل میں ان کے اختلافات کا مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے جس سے بعض اہم انکشافات ہوئے ہیں۔

- قادیانیوں کے ایک فریق کے اخبار الفضل یکم جنوری ۱۹۳۱ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ:

" غیر مبا-یعین (لاہوری فریق) احمدیت (مرزائیت) سے ظاہری تعلق منقطع کرنے کے لئے جو طریق عمل اختیار کررہے ہیں اس کا کس قدر پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہوری) نے اپنی کتاب "النبوۃ فی الاسلام" میں غیر احمدیوں (یعنی ہم مسلمانوں کو ......ناقل) فاسق قرار دیا گیا تھا لیکن اب "النبوۃ الاسلام" بار دوم سے صفحہ ہی حذف کردیا گیا ہے' جس میں غیر احمدیوں کے فاسق ہونے کا ذکر تھا۔ اب اس سے آگے انہوں نے عملی طور پر قدم بڑھایا ہے کہ ایسے لوگوں کو جن کی ساری زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد ...... ناقل) کی شدید مخالفت میں گزری ہے اور اس وقت بھی وہ احمدیت (مرزائیت) کے سخت دشمن ہیں۔

قادیانی فریق ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ ص ۱۹۳ پر لکھا ہے کہ:

- ۱ "احمدی فریق لاہوری مرزا کے نہ ماننے والوں کو نہ صرف معمولی کافر ہیں یقین رکھتا ہے بلکہ وہ ان سب مسلمانوں جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے یہودی قرار دیتا ہے جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب امیر احمدی فریق لاہوری تحریر فرماتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ ہے۔"

❑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر دونوں کے متضاد عقائد:

مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ:

○ مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ (مواہب الرحمان ص ۷۲' ص ۷۷)

○ مریم والدہ مسیح قبل از نکاح حکم خدا سے حاملہ ہوگئی تھی۔ (اخبار الحکم ۷ ۲ جون ۱۹۰۱ء)

صفحہ ۱۱ پر یوں لکھا "ہمارا ایمان اور عقیدہ یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں اور نیچری یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہیں"۔ (اخبار الحکم ۷ ۲ جون ۱۹۰۱ء)

مولوی محمد علی کا عقیدہ:

❑ ۱ "اگر معجزانہ پیدائش سے یہ مراد ہے کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے تو قرآن کریم میں یہ کہیں نہیں لکھا اور اگر کہا جائے کہ اہل اسلام کا یہ عقیدہ .... مگر نہ صرف قرآن کریم میں ہی یہ ذکر نہیں آیا کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے بلکہ کوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ایسی نہیں ملتی"۔ (حقیقت المسیح ص ۸-۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گود میں کلام کرنے پر متضاد عقائد:

- مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ "اور عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہدی میں باتیں کیں مگر اس میرے لڑکے نے پیٹ ہی میں دو دفعہ باتیں کیں"۔ (تریاق القلوب ص ۴۱).......... اتنا بڑا جھوٹ شیطان بھی شرما گیا ہوگا........ناقل

❏ مولوی محمد علی کا عقیدہ:

"فاتت بہ قومہا تحملہ لازماً" حضرت مسیح کے زمانہ نبوت سے تعلق رکھتا ہے اور حضرت مسیح اس وقت حضرت مریم کی گود میں نہ تھے بلکہ سوار ہو کر یروشلم میں داخل ہوئے تھے' حضرت عیسیٰ تیس برس کے جواب تھے' پرانے بزرگوں کے سامنے وہ بچہ ہی تھے اس لئے انہوں نے کہا جو ہمارے سامنے کا بچہ ہے ہم سے کیا خطاب کرے اس کے سوا من کان فی المھد صبیا کے کچھ معنی نہیں بنتے۔ (بیان القرآن ص ۱۲۱۱ تا ۱۲۲۱)

❏ حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ کے متعلق مرزائیوں کے متضاد عقائد

۱۔۔ مرزا غلام احمد کا عقیدہ:

"اب ظاہر ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہ تھا' اور اگر زیادہ سے زیادہ کچھ ہوا تھا تو صرف بے ہوشی اور غشی تھی۔ اور خدا کی پاک کتابیں یہ گواہی دیتی ہیں کہ یونس خدا کے فضل و کرم سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ نکلا۔ آخر قوم نے اسے قبول کیا"۔ (مسیح ہندوستان ص ۴)

۲۔۔ مولوی محمد علی کا عقیدہ:

"قرآن میں کسی جگہ بھی مذکور نہیں کہ یونس کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ کیونکہ لفظ التقم جو یہاں مذکور ہے بالضرور لقمہ کے نگل جانے کا مفہوم نہیں ہوتا بلکہ صرف منہ میں اخذ کرنے کا۔ لین صاحب اپنی لغات میں التقم فاھا" فی التقبیل کی نظر لکھ کر اس کے معنی کرتا ہے کہ اس کا بوسہ لینے کے وقت اس نے اس کا منہ اپنے ہونٹوں میں لیا۔ اس بارے میں ایک حدیث نبوی بھی موجود ہے کہ مچھلی نے حضرت یونس کی صرف ایڑی کو منہ میں لیا۔ اس میں بھی قرآن بائبل کی تردید کرتا ہے۔ یعنی بائبل یونس کا مچھلی سے نگلا جانا اور اس کے پیٹ میں داخل ہونا بیان کرتی ہے جو قرآن کے برخلاف ہے"۔ (ترجمہ قرآن بزبان انگریزی ص ۶۷۶ نوٹ نمبر ۲۱'۲۲)

❏ آخری نبی کی نسبت مرزائیوں کے متضاد عقائد:

۱۔ مرزا غلام احمد کا عقیدہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی۔ مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہوگی۔ اور آپ نبیوں کے لئے مہر ٹھہرائے گئے ہیں۔ یعنی آئندہ کو نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا"۔ (چشمہ مسیحی ص ۴۴'۴۵ یعنی اتباع آنحضرت صلعم سے نبوت مل سکتی ہے) (نعوذ باللہ...... ناقل)

۲۔ مولوی محمد علی کا عقیدہ:

"خاتم النبیین کہا۔ اس لئے کہ نبوت کو آپ کے ساتھ ختم کر دیا۔ نبیوں کے خاتم کے معنی نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی"۔ (بیان القرآن جلد سوم ص ۱۵۱۵)

۱۔۔ مرزا غلام احمد کا عقیدہ:

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں"۔ (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

مولوی محمد علی کا عقیدہ:

"حضرت مرزا کا دعویٰ مجدد ہونے کا تھا۔ آپ نبی ہونے کا دعویٰ کیونکر کر سکتے تھے جبکہ آپ تمام عمر یہ لکھتے رہے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرے وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر و دجال ہے۔ وہ لوگ بھی یقیناً" غلطی پر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اپنے دعویٰ میں تبدیلی کی۔ آپ کا دعویٰ شروع سے لے کر آخر دم تک یہی رہا کہ آپ نبی نہیں بلکہ محدث ہیں"۔ (پیغام صلح جلد ۱۲ نمبر ۲۵ ص ۶' کالم ۲)

■ مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی قادیاں اپنی تصنیف "آئینہ صداقت" کے ص ۸۹ پر مولوی محمد علی (امیر لاہوری فریق) کے قادیان سے چلے جانے کے متعلق لکھتے ہیں۔

"مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے۔۔ اور قریباً" تین ہزار روپیہ کا سامان کتب و ٹائپ رائٹر کی صورت میں ترجمہ قرآن کے نام سے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس وقت بعض احباب نے مجھ سے کہا کہ ان سے یہ اسباب لے لیا جاوے کیونکہ یہ پھر واپس نہ آویں گے اور محض دھوکہ دے کر یہ اسباب لے جا رہے ہیں اور بعض نے تو یہاں تک کہا کہ یہ خدا تعالیٰ کی امانت ہے آپ اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کریں۔ مگر میں نے ان سب احباب کو یہی جواب دیا کہ جب وہ کہتے ہیں کہ میں قرآن کریم کے ترجمہ کے لئے ان کتب کو اس اسباب کو لئے جا رہا ہوں اور صرف چند ماہ کے لئے اپنی سابقہ رخصت کے مطابق جا رہا ہوں تو ہمارا حق نہیں کہ ان کی نیت پر حملہ کریں اور میں نے ان سے کچھ نہ کہا۔ جیسا کہ بعد کے واقعات نے ثابت کیا' ان احباب کی رائے درست تھی۔ مولوی صاحب قادیان سے گئے تھے۔ بعد میں اس کے دینے سے انہوں نے باوجود تقاضا کے انکار کر دیا اور جب تک دنیا کے پردہ پر مولوی صاحب کا نام باقی رہے گا اس وقت تک ان کے نام کے ساتھ سرقہ کا بدنما عمل بھی یاد رہے گا۔ جو شخص اس طرح عاریتا" کتب و اسباب لے کر چند ماہ کے بہانہ سے جاتا اور پھر اس کی واپسی سے انکار کرتا ہے' وہ ہرگز کسی جماعت کا لیڈر ہونے کا مستحق نہیں نیز "آئینہ صداقت" کے صفحہ ۲۰۲ پر لکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء قادیان سے چلے گئے اور حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد) کا وہ الہام پھر دوسری دفعہ پورا ہوا کہ "انحرج منہ الیزیدون" قادیان سے یزیدی لوگ نکالے جائیں گے"۔

"مرزا اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے ص ۱۴۱ پر حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ "اب ظاہر ہے کہ یونس مچھلی

باقی صفحہ ۱۲ پر

گزشتہ سے پیوستہ

دارالعلوم دیوبند اور عقیدۂ تحفظِ ختم نبوت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مسلمانوں کی مخبری صرف برٹش انڈیا ہی میں انجام نہیں دی جاتی تھی، بلکہ "ملاء اعلیٰ" کا حکم تھا کہ قادیانی، تبلیغ اسلامی کا لبادہ اوڑھ کر تمام بلاد اسلامیہ میں پھیل جائیں، اور انگریزوں کی خدمات بجالائیں، مرزاصاحب لکھتے ہیں:

"میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تصنیف کرکے بلاد شام و روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کئے، اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کئے، اور بخوبی ظاہر کردیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً" حرام ہے۔ اور ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں، اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام و روم کی طرف روانہ کیا، اور بعض کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے، اور اس طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔ (اس سے بڑھ کر نیک نیتی کا ثبوت کیا ہوگا کہ جس کار خیر پر آدمی مامور ہو اسے بصد شوق و رغبت بجا لائے۔)" (ناقل) (تبلیغ رسالت ج:۳ ص:۱۹۶)

قادیان کی سیاسی نبوت نے "تبلیغ اسلام" کے پردے میں عالم اسلام میں سازشوں کے کیا کیا جال پھیلائے؟ مسلمانوں میں منافرت پھیلانے کے لئے کیا کچھ کیا؟ اور کیا کیا خفی و جلی خدمات انجام دی گئیں؟ یہ تفصیل اس مقالہ کے احاطہ سے باہر ہے۔

(۱) سب سے پہلا انکشاف

یوں تو رد قادیانیت اور تحفظ ناموس رسالت کا کام کم و بیش قریباً" تمام اسلامی فرقوں نے کیا، اور سبھی کو کرنا بھی چاہئے تھا۔ مگر دارالعلوم دیوبند جو حضرت حاجی صاحبؒ کے بقول ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظ دین کی خاطر وجود میں لایا گیا تھا، اسے اس سلسلہ میں چند ایسے امتیازات کا شرف حق تعالیٰ نے عطا فرمایا جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوسکا۔ سب سے پہلے بات تو یہ کہ قادیانی فتنہ کا جرثومہ ابھی رونما نہیں ہوا تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے مرشد و مربی حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ نے بطور کشف اس کے ظہور کی پیش گوئی فرمائی اور علمائے امت کو اس کی جانب متوجہ فرمایا۔ "تاریخ مشائخ چشت" میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ کے "ملفوظات طیبہ" سے نقل کیا ہے کہ حضرت پیر صاحبؒ حج پر تشریف لے گئے اور حجاز میں قیام کا ارادہ فرمایا، مگر حضرت قطب عالم حاجی صاحبؒ نے انہیں باصرار و تاکید ہندوستان کی واپسی کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

"در ہندوستان عنقریب یک فتنہ ظہور کند، شما ضرور در ملک خود واپس برید، واگر بالفرض شما در ہند خاموش نشستہ باشید تاہم آں فتنہ ترقی نہ کند در ملک آرام ظاہر شود۔"

ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ رونما ہوگا، آپ وطن واپس جائیے، بالفرض آپ وہاں خاموش بھی بیٹھے رہیں تب بھی وہ فتنہ ترقی نہیں کرسکے گا، اور ملک میں سکون ہوجائے گا۔ (بحوالہ "ہیں بڑے مسلمان" ص ۹۸، طبع سوم)

اسی نوعیت کا واقعہ اس ناکارہ نے اپنے اکابر اساتذہ سے حضرت اقدس مولانا عبدالرحیم سہارنپوریؒ کے بارے میں بھی سنا تھا کہ قادیانیت کے نفس ناطقہ حکیم نور الدین صاحب (قادیانی دام میں پھنسنے سے پہلے) کسی ضرورت کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حکیم جی کو بطور نصیحت فرمایا کہ قادیاں سے ایک مدعی نبوت اٹھے گا، اس سے بحث و مناظرہ کی غرض سے بھی اس کے پاس نہ جائیو۔ (الخ)

(۲) حضرت نانوتویؒ کا فتویٰ

حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ قدس سرہ نے کسی جگہ ایک عجیب مضمون تحریر فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ ذہن میں اس قدر محفوظ ہے کہ زمانہ نبوت میں تو حق تعالیٰ شانہ اپنی منشاء کا اظہار بذریعہ وحی فرماتے تھے مگر وحی کا سلسلہ آنحضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد چونکہ بند ہوچکا ہے، اس لئے زمانہ وحی کے بعد اگر کوئی معاملہ کسی پر مشتبہ ہوجائے اور اسے یہ معلوم کرنا ہو کہ اس معاملہ میں منشاء خداوندی کیا ہے تو اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ اولیاء اللہ اور عارفین کے قلوب کس جانب مائل ہیں؟ جس جانب ان اکابر کا رجحان ہو اسی کو منشائے الٰہی کے مطابق سمجھنا چاہئے۔

یہ حق تعالیٰ شانہ کی حکمت بالغہ تھی کہ قادیانی فتنہ کے ظہور سے قبل ہی اکابر و اولیاء اللہ کے قلوب کو اس کے رد و تعاقب کی طرف متوجہ فرمایا۔ قادیانی نبوت کا فتنہ، حضرت مولانا محمد قاسم

نانوتوی (۱۲۹۷ھ) بانی دارالعلوم دیوبند کے وصال کے بعد رونما ہوا' مگر حق تعالیٰ نے ایک تقریب ایسی پیدا کردی کہ حضرت نانوتویؒ نے آنحضرت ﷺ کی خاتمیت کبریٰ پر ایک رسالہ "تحذیر الناس" تحریر فرمایا جس میں مسئلہ ختم نبوت کو اس قدر مدلل فرمایا کہ قادیانی تاویلات کے تمام راستے مسدود ہوگئے۔ ختم نبوت پر انوکھا استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بالجملہ رسول اللہ ﷺ وصف نبوت میں موصوف بالذات ہیں اور سوا آپ ﷺ کے انبیاء موصوف بالعرض .... اس صورت میں اگر رسول اللہ ﷺ کو (تمام انبیائے کرام کے آخر میں نہیں بلکہ ان کے) اول یا اوسط میں رکھتے تو انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف دین محمدی ﷺ ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا' حالانکہ خود فرماتے ہیں ماننسخ من ایۃ او ننسہانات بخیر منہا او مثلہا ___ اور انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف نہ ہو تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیاء متاخرین پر وحی آتی اور افاضہ علوم کیا جاتا' ورنہ نبوت کے پھر کیا معنی؟ سو اس صورت میں اگر وہی علوم محمدی ہوتے تو بعد وعدہ محکم "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" کی کیا ضرورت تھی' اور اگر علوم انبیاء متاخرین علوم محمدی کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا تبیاناً لکل شئی ہونا غلط ہوجاتا۔" (تحذیر الناس ص ۸)

حضرت نانوتویؒ قدس سرہ آنحضرت ﷺ کی خاتمیت کبریٰ کی تین قسمیں قرار دیتے ہیں۔ زمانی' مکانی' مرتبی۔ ان کے نزدیک آیت کریمہ "خاتم النبیین" خاتمیت کی تینوں اقسام پر حاوی ہے' یعنی آنحضرت ﷺ باعتبار شرف و منزلت کے بھی خاتم النبیین ہیں' باعتبار زمانہ کے بھی باعتبار مکان کے بھی۔

"سو اگر (آیت میں خاتمیت کے تینوں اقسام کا) اطلاق اور عموم (مراد) ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ (اگر ان تینوں اقسام میں سے صرف ایک قسم مراد ہے تو وہ خاتمیت مرتبی ہوسکتی ہے' اندریں صورت) تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی۔ او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے' اس باب میں کافی ...... کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے' پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا' گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں' سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ' باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات' متواتر نہیں۔ جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا (یعنی ختم نبوت زمانی کا) منکر بھی کافر ہوگا۔" (تحذیر الناس ص ۱۰)

اور "جوابات محذورات عشرہ" میں فرماتے ہیں کہ تحذیر الناس کے "صفحہ نہم کی سطر دہم سے لے کر صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک (آیت خاتم النبیین) کی وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدلالت مطابقی ثابت ہوجائیں۔ اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہے' چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہے" سو پہلی صورت میں تو (جبکہ آیت کا مدلول مطابقی خاتمیت مرتبی کو قرار دیا جائے) تاخر زمانی بدلالت التزامی ثابت ہوتا ہے ___ اور دلالت التزامی اگر دوبارہ توجہ الی المطلوب مطابقی سے کم ہو' مگر دلالت ثبوت اور دل نشینی میں مدلول التزامی' مدلول مطابقی سے زیادہ ہوتا ہے' اس لئے کہ کسی چیز کی خبر تحقیق اس کے برابر نہیں ہوسکتی کہ اس کی وجہ اور علت بھی بیان کی جائے' اگر کسی شخص کو کسی عہدہ پر ممتاز فرمائیں' تو اور امیدوار قبل ظہور وجہ ترجیح بے شک عل مچائیں گے۔ اور بعد وضوح وجہ و علت پھر مجال دم زدن نہیں رہی۔" (ص ۵۰)

الغرض معنی مختار احقر سے کوئی عقیدہ باطل نہ ہوگیا' بلکہ وہ رخنہ جو در صورت اختیار تاخر زمانی و انکار و منع خاتمیت مرتبی پڑتا نظر آتا تھا' بند ہوگیا' پھر تو اس پر خاتمیت زمانی بھی مدلول "خاتم النبیین" رہی' البتہ دو شقوں میں سے ایک شق پر تو مدلول التزامی' اور دوسری شق پر .... مدلول مطابقی۔" (صفحہ ۵۱)

حضرت نانوتوی قدس سرہ کی اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین" بمعنی "آخری نبی" ہونا قرآن کریم' احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کا منکر اسی طرح کافر ہے۔ جس طرح تعداد رکعات کا منکر کافر ہے۔ اور یہ کہ آپ ﷺ کی خنمیت مرتبی' خاتمیت زمانی کو مستلزم ہے' اگر آپ ﷺ مراتب نبوت کے خاتم ہیں تو بلاشبہ زمانی نبوت کے بھی خاتم ہیں .... اس تقریر سے قادیانی فتنہ پردازوں کی ساری منطق غلط ہوجاتی ہے اور "خاتم النبیین" میں ان کی ساری تحریفات پادر ہوا ثابت ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پہلے شخص تھے جنہوں نے قادیانی تحریفات کا رد کیا اور قادیانی ملاحدہ جو آنحضرت ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے قائل ہیں' ان کو متواترات دین کا منکر قرار دے کر ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔

فتویٰ تکفیر قادیانی

اکابر دیوبند کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا تعاقب سب سے پہلے شروع کیا اور ۱۳۰۱ھ میں جب مرزا قادیانی نے مجددیت کے پردے میں اپنے الہامات کو "وحی الٰہی" کی حیثیت سے براہین احمدیہ میں

شائع کیا تو لدھیانہ کے علماء (مولانا محمد، مولانا عبداللہ، مولانا اسماعیل رحمہم اللہ) نے جو حضرات دیوبند کے منتسبین میں سے تھے، فتویٰ صادر فرمایا کہ یہ شخص مسلمان نہیں بلکہ اپنے عقائد و نظریات کے اعتبار سے زندیق اور خارج از اسلام ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ، دجال قادیان کے حالات سے پوری طرح واقف نہ تھے۔ اس لئے بعض لوگوں نے جو مرزا قادیانی سے حسن ظن رکھتے تھے علمائے لدھیانہ کی مخالفت میں حضرت گنگوہیؒ سے فتویٰ منگوایا۔ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ کو علمائے لدھیانہ دارالعلوم دیوبند کے جلسہ سالانہ پر تشریف لے گئے اور قادیانی مسئلہ میں حضرت گنگوہیؒ اور دیگر اکابر سے بالمشافہ گفتگو فرمائی۔ رفع نزاع کے لئے دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کو جو صاحب کشف تھے، حکم تسلیم کیا گیا اور انہوں نے مندرجہ ذیل تحریری فیصلہ دیا:

"یہ شخص مرزا غلام احمد قادیانی، لامذہب (دہریہ) معلوم ہوتا ہے۔ اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا۔ معلوم نہیں اس کو کس کی روح سے انسیت ہے۔ (عزازیل کی روح سے ہو سکتی ہے ناقل) مگر اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت اور علاقہ نہیں رکھتے۔"

اس تنقیح و تشریح کے بعد گنگوہیؒ نے بھی مرزا قادیانی اور اس کے پیروؤں کو زندیق اور خارج از اسلام قرار دیا۔ حضرت گنگوہیؒ تمام اکابر دیوبند کے مقتداء تھے۔ ان کا فتویٰ گویا پوری جماعت کا متفقہ فتویٰ تھا۔ یہی وجہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی اس ضرب کی ٹیس کو آخر زندگی تک محسوس کرتا رہا۔

مکتوب عربی میں مرزا قادیانی نے ان اکابر امت کو مندرجہ ذیل الفاظ سے نوازا ہے۔

اخرھم شیطان الاعمی والغول الاغوی یقال لہ رشید احمد الجنجوھی و ھو شقی کالامروھی ومن الملعونین (انجام آتھم ص۲۵۲)

ان میں سے آخری شخص وہ اندھا شیطان اور بہت گمراہ دیو ہے جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ (مولانا احمد حسن) امروہی کی طرح شقی اور ملعونوں میں سے ہے۔

(یہ تمام تفصیلات "رئیس قادیان" جلد دوم مولفہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری میں ملاحظہ کی جائیں۔)

دوسرا فتویٰ

صفر ۱۳۳۱ھ میں دارالعلوم دیوبند سے قادیانی کے خلاف ایک اور فتویٰ جاری ہوا۔ جس پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ رئیس المدرسین دیوبند، مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور دیگر تمام اکابر دیوبند کے علاوہ دوسرے مشاہیر علمائے ہند کے دستخط ہیں۔ یہ فتویٰ مولانا محمد سہول صاحبؒ کے قلم سے ہے جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار و نظریات اس کی کتابوں سے نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا:

"جس شخص کے ایسے عقائد و اقوال ہوں، اس کے خارج از احاطہ، اہلسنّت والجماعت اور احاطہ اسلام سے (خارج) ہونے میں کسی مسلمان کو خواہ جاہل ہو یا عالم، تردد نہیں ہو سکتا، لہٰذا مرزا غلام احمد اور اس کے جملہ متبعین درجہ درجہ مرتد، زندیق، ملحد، کافر اور فرق ضالہ میں یقیناً داخل ہیں الخ۔"

یہ طویل فتویٰ "القول الصحیح فی مکائد المسیح" کے نام سے شائع ہوا۔

تیسرا فتویٰ

۲ رجب ۱۳۳۹ھ کو ایک اور مبسوط فتویٰ دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان کے قلم سے صادر ہوا۔ اس پر بھی تمام مشاہیر علمائے ہند کے دستخط ہیں اور یہ "فتویٰ تکفیر قادیاں" کے نام سے طبع ہوا۔

علمائے حرمین کا فتویٰ

مکہ و مدینہ (زادہما اللہ شرفاً و عظمتاً) اسلام کا مرکز و منبع ہیں۔ اور وہاں کے علمائے کرام کے فتاویٰ کو ہر دور میں عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ اکابر دیوبند میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی قدس سرہ نے قادیانی کے خلاف کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا جس پر دیگر علمائے حرمین کے دستخط ہیں۔ (رئیس قادیان ۲/ص ۱۱)

(۴) مسئلہ تکفیر اور علمائے دیوبند کا امتیاز

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف جو فتوے صادر کئے گئے ان میں علمائے دیوبند کا ایک اور خصوصی امتیاز بھی نمایاں ہوا۔ اور وہ تھا ان کا مسلک اعتدال، مسئلہ تکفیر بہت ہی نازک مسئلہ تھا۔ ایک مسلمان کو کافر کہنا بہت ہی سنگین جرم ہے اور دوسری طرف کسی کھلے کافر کو مسلمان کہنے پر اصرار کرنا بھی معمولی بات نہیں۔ بدقسمتی سے جس دور میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کافرانہ دعوے کئے۔ عام طور سے لوگ اس مسئلہ میں افراط و تفریط کا شکار تھے ایک گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کے صریح کفریات پر اسے کافر کہنے کو خلاف مصلحت سمجھتا اور دوسرا گروہ وہ تھا جس نے گیہوں کے ساتھ گھن پیسنے کا مشغلہ شروع کر رکھا تھا

پہلے گروہ کی تفریط قادیانی تحریک کو انگیز کر رہی تھی۔ اور قادیانی ملاحدہ بڑے طمطراق سے ایسے لوگوں کو پیش کر دیتے تھے جو انہیں کافر نہیں سمجھتے اور دوسرے گروہ کے افراط نے خود مسئلہ تکفیر کی مٹی پلید کر دی تھی۔ اور قادیانی ملاحدہ ان کے تکفیری فتوؤں کے طومار کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے یہ کہہ دیتے تھے کہ مولویوں کے پاس کفر بڑا سستا ہے۔ یہ ہر شخص کو جو ان کے خیالات کے خلاف کوئی بات کہہ دے فوراً "کفر کا تحفہ پیش کر دیا کرتے ہیں۔

باقی آئندہ

مولانا مفتی تقی عثمانی

رمضان المبارک کے مُطالبات

ہمارا حکم توڑ دیا

عام حالت میں دنیا کی کسی چیز کی حرص اور ہوس بہت بری چیز ہے۔ لیکن جب وہ کہیں کہ حرص کرو' تو پھر حرص ہی میں لطف اور مزہ ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ ۔

چوں طمع خواہد زمن سلطان دیں
خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

جب سلطان دین یہ چاہ رہے ہیں کہ میں حرص اور طمع کروں تو پھر قناعت میں مزہ نہیں ہے۔ پھر تو طمع اور حرص میں مزہ ہے' یہ افطار میں جلدی کرنے کا حکم اسی وجہ سے ہے' غروب آفتاب سے پہلے تو یہ حکم تھا ایک ذرہ بھی اگر منہ میں چلا گیا تو گناہ بھی لازم اور کفارہ بھی لازم' مثلاً" سات بجے آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ اب اگر کسی شخص نے چھ بج کر انسٹھ منٹ پر ایک چنے کا دانہ کھا لیا۔ اب بتایئے کہ روزہ میں کتنی کمی آئی؟ صرف ایک منٹ کی کمی آئی' ایک منٹ کا روزہ توڑا' لیکن اس ایک منٹ کے روزے کے کفارے میں ساٹھ دن کے روزے رکھنے واجب ہیں' اس لئے کہ بات صرف ایک چنے اور ایک منٹ کی نہیں ہے' بات دراصل یہ ہے کہ اس نے ہمارا حکم توڑا' ہمارا حکم یہ تھا کہ جب تک آفتاب غروب نہ ہو جائے اس وقت تک کھانا جائز نہیں' لیکن تم نے یہ حکم توڑ دیا' لہٰذا اس خلاف ورزی کی سزا میں ساٹھ دن روزے رکھو۔

افطار میں جلدی کرو

اور پھر جیسے ہی آفتاب غروب ہو گیا تو یہ حکم آ گیا کہ اب جلدی کھاؤ' اگر بلاوجہ تاخیر کر دی تو گناہ ہو گا' کیوں؟ اس واسطے کہ ہم نے حکم دیا تھا کہ کھاؤ' اب کھانا ضروری ہے۔

سحری میں تاخیر افضل ہے

سحری کے بارے میں یہ حکم ہے کہ سحری تاخیر سے کھانا افضل ہے۔ جلدی کھانا خلاف سنت ہے' بعض لوگ رات کو بارہ بجے سحری کھا کر سو جاتے ہیں' یہ خلاف سنت ہے' چنانچہ صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا کہ بالکل آخری وقت تک کھاتے رہتے تھے۔ اس واسطے کہ یہ وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ صرف یہ کہ کھانے کی اجازت ہے بلکہ کھانے کا حکم ہے' اس لئے جب تک وہ وقت باقی رہے گا' ہم کھاتے رہیں گے' کیوں کہ اللہ کے حکم کی اتباع اور اطاعت اسی میں ہے' اب اگر کوئی شخص پہلے سحری کھا لے تو گویا کہ اس نے روزے کے وقت میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیا' اس لئے پہلے سے سحری کھانے کو ممنوع قرار دیا۔ پورے دین میں سارا کھیل اتباع کا ہے' جب ہم نے کہا کہ کھاؤ تو کھانا ثواب ہے' اور جب ہم نے کہا کہ مت کھاؤ تو نہ کھانا ثواب ہے۔ اس لئے حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ میاں کہہ رہے ہیں کہ کھاؤ' اور بندہ کہے کہ میں تو نہیں کھاتا۔ یا میں کم کھاتا ہوں' یہ تو بندگی اور اطاعت نہ ہوئی۔ ارے بھائی! نہ تو کھانے میں کچھ رکھا ہے اور نہ ہی نہ کھانے میں کچھ رکھا ہے۔ سب کچھ ان کی اطاعت میں ہے' اس لئے جب انہوں نے کہہ دیا کہ کھاؤ' پھر کھاؤ' اس میں اپنی طرف سے زیادہ پابندی کرنے کی ضرورت نہیں۔

ایک مہینہ بغیر گناہ کے گزار لو

البتہ اہتمام کرنے کی چیز یہ ہے کہ جب روزہ رکھ لیا تو اب اپنے کو گناہوں سے بچاؤ' ایک رمضان کے موقع پر ہمارے حضرت قدس اللہ سرہ نے یہاں تک فرمایا کہ میں ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کوئی اور نہیں کہے گا۔ وہ یہ کہ اپنے نفس کو اس طرح بہلاؤ' اور اس سے عہد کر لو کہ ایک مہینہ بغیر گناہ کے گزار لو۔ جب یہ ایک مہینہ گزر جائے تو پھر تیرا جو جی چاہے کر' چنانچہ حضرت والا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود اس کے دل میں گناہ چھوڑنے کا داعیہ پیدا فرما دیں گے لیکن یہ عہد کر لو کہ یہ اللہ کا مہینہ آ رہا ہے۔ یہ عبادت کا مہینہ ہے' یہ تقویٰ پیدا کرنے کا مہینہ ہے' ہم اس میں گناہ نہیں کریں گے' اور ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ وہ کن گناہوں میں مبتلا ہے۔ پھر ان سب کے بارے میں یہ عہد کر لے کہ میں ان میں مبتلا نہیں ہوں گا۔ مثلاً" یہ عہد کر لے کہ رمضان المبارک میں آنکھ غلط جگہ پر نہیں اٹھے گی' کان غلط بات نہیں سنیں گے' زبان سے غلط بات نہیں نکلے گی' یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ روزہ بھی رکھا ہوا ہے' اور فواحشات کو بھی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں' اور اس سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

اس ماہ میں رزق حلال

دوسری اہم بات جو ہمارے حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کم از کم اس ایک مہینے میں تو رزق حلال کا اہتمام کر لو' جو لقمہ آئے' وہ حلال کا آئے' کہیں ایسا نہ ہو کہ روزہ تو اللہ کے لئے رکھا' اور اس کو حرام چیز سے افطار کر رہے ہیں سود پر افطار ہو رہا ہے۔ یا رشوت پر افطار ہو رہا ہے۔ یا حرام آمدنی پر افطار ہو رہا ہے۔ یہ کیسا روزہ ہوا؟ کہ سحری بھی حرام اور افطاری بھی حرام' اور

درمیان میں روزہ۔ اس لئے خاص طور پر اس مہینے میں حرام روزی سے بچو' اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے مانگو کہ یا اللہ! میں رزق حلال کھانا چاہتا ہوں' مجھے رزق حرام سے بچالیجئے۔

حرام آمدنی سے بچیں

بعض حضرات وہ ہیں' جن کا بنیادی ذریعہ معاش .... الحمدللہ .... حرام نہیں ہے' بلکہ حلال ہے' البتہ اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے کچھ حرام آمدنی کی آمیزش ہوجاتی ہے۔ ایسے حضرات کے لئے حرام سے بچنا کوئی دشوار کام نہیں ہے' وہ کم از کم اس ماہ میں تھوڑا سا اہتمام کرلیں' اور حرام آمدنی سے بچیں .... یہ عجیب قصہ ہے کہ اس ماہ کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ یہ مواسات اور غم خواری کا مہینہ ہے۔ ایک دوسرے سے ہمدردی کا مہینہ ہے۔ لیکن اس ماہ میں مواسات کے بجائے لوگ الٹا کھال کھینچنے کی فکر کرتے ہیں۔ ادھر رمضان المبارک کا مہینہ آیا اور ادھر چیزوں کی ذخیرہ اندوزی شروع کردی۔ لہٰذا کم از کم اس ماہ میں اپنے آپ کو ایسے حرام کاموں سے بچاؤ۔

اگر آمدنی مکمل حرام ہے تو پھر

بعض حضرات وہ ہیں جن کا ذریعہ آمدنی مکمل طور پر حرام ہے' مثلاً وہ کسی سودی ادارے میں ملازم ہیں' ایسے حضرات اس ماہ میں کیا کریں؟ ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس سرہ .... اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ــــ ہر آدمی کے لئے راستہ بتاگئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایسے آدمی کو جس کی مکمل آمدنی حرام ہے۔ یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر ہوسکے تو رمضان میں چھٹی لے لے' اور کم از کم اس ماہ کے خرچ کے لئے جائز اور حلال ذریعہ سے انتظام کرلے۔ کوئی جائز آمدنی کا ذریعہ سے اختیار کرلے' اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو اس ماہ کے خرچ کے لئے کسی سے قرض لے لے۔ اور یہ سوچے کہ میں اس مہینہ میں حلال آمدنی سے کھاؤں گا' اور اپنے بچوں کو بھی حلال کھلاؤں گا' کم از کم اتنا تو کرلے۔

گناہوں سے بچنا آسان ہے

بہرحال! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ لوگ اس مہینے میں نوافل وغیرہ کا تو اہتمام بہت کرتے ہیں' لیکن گناہوں سے بچنے کا اتنا اہتمام نہیں کرتے۔ حالانکہ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچنے کو آسان فرمادیا ہے۔ چنانچہ اس ماہ میں شیطان کو بیڑیاں پہنادی جاتی ہیں۔ اور ان کو قید کردیا جاتا ہے۔ لہٰذا شیطان کی طرف سے گناہ کرنے کے وسوسے اور تقاضے ختم ہوجاتے ہیں۔ اس لئے گناہوں سے بچنا آسان ہوجاتا ہے۔

روزے میں غصے سے پرہیز

تیری بات جس کا روزے سے خاص تعلق ہے' وہ ہے غصے سے اجتناب اور پرہیز' چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہ مواسات کا مہینہ ہے' ایک دوسرے سے غمخواری کا مہینہ ہے۔ لہٰذا غصہ اور غصہ کی وجہ سے سرزد ہونے والے جرائم اور گناہ' مثلاً جھگڑا' مارپٹائی اور تو تکار' ان چیزوں سے پرہیز کا اہتمام کریں۔ حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے یہاں تک فرمادیا کہ:

وان جھل علی احد کم جاہل وھو صائم فلیقل انی صائم (ترمذی کتاب الصوم' باب ماجاء فی فضل الصوم' حدیث نمبر ۷۶۴)

یعنی اگر کوئی شخص تم سے جہالت اور لڑائی کی بات کرے تو تم کہہ دو کہ میرا روزہ ہے۔ میں لڑنے کے لئے تیار نہیں' نہ زبان سے لڑنے کے لئے تیار ہوں' اور نہ ہاتھ سے۔ اس سے پرہیز کریں۔ یہ سب بنیادی کام ہیں۔

رمضان میں نفلی عبادات زیادہ کریں

جہاں تک عبادات کا تعلق ہے' تمام مسلمان ماشاءاللہ جانتے ہی ہیں کہ روزہ رکھنا' تراویح پڑھنا ضروری ہے' اور تلاوت قرآن کو چونکہ اس مہینے سے خاص مناسبت ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ رمضان کے مہینے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ پورے قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے جتنا زیادہ سے زیادہ ہوسکے' اس مہینے میں تلاوت کریں۔ اور اس کے علاوہ چلتے' پھرتے' اٹھتے' بیٹھتے زبان سے اللہ کا ذکر کریں۔ اور تیسرا کلمہ۔ سبحان اللہ الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر' اور درود شریف' اور استغفار کا چلتے پھرتے اس کی کثرت کا اہتمام کریں' اور نوافل کی جتنی کثرت ہوسکے کریں' اور عام دنوں میں رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملتا' لیکن رمضان المبارک میں چونکہ انسان سحری کے لئے اٹھتا ہے۔ تھوڑا پہلے اٹھ جائے' اور سحری سے پہلے تہجد پڑھنے کا معمول بنالے۔ اور اس ماہ میں نماز خشوع کے ساتھ اور مرد باجماعت نماز پڑھنے کا اہتمام کرلیں۔ یہ سب کام تو اس ماہ میں کرنے ہی چاہئیں۔ یہ رمضان المبارک کی خصوصیات میں سے ہیں۔ لیکن ان سب چیزوں سے زیادہ اہم گناہوں سے بچنے کی فکر ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے توفیق عطا فرمائے اور رمضان المبارک کے انوار و برکات سے صحیح طور پر مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ○

○

سیرتِ صحابہؓ کا قرآنی معیار

ہمیں اس کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقدار زکوۃ وصول کرکے باقی مال واپس کردینے کا حکم فرمایا اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے حصول رحمت کی دعا مانگنے کا حکم صادر فرمایا' اس پوری صورت حال میں پہلے شرکت نہ کرنے والوں کی پیروی پھر احساس ندامت کی شدت اور اتنی بے قراری کہ سزا بھی خود ہی تجویز کرلی پھر قبولیت توبہ پر اتنی خوشی کہ تمام مال و متاع اللہ کی راہ میں پیش کردیا یہ تمام حالات انفعالی طبیعت کے ثمرات و نتائج ہیں۔

دوسری مثال حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دو ساتھیوں حضرت مرارۃ بن ربیع رضی اللہ عنہ' حضرت ہلال بن امیہ کی ہے اس کے تفصیلی کوائف سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس آپ بیتی کا مطالعہ کیجئے جو کتب احادیث میں ایک طویل ترین حدیث کی صورت میں مذکور ہے جس میں آپ دیکھیں گے کہ پیچھے رہنے کی وجہ سفری وسائل کی سہولت اور جوانمردانہ حوصلہ و ہمت پر اعتماد ہے حالانکہ جانے کا عزم ہے لیکن اسی پر اعتمادی کی بنا پر بات آج اور کل پر ٹلتی رہی حتیٰ کہ وقت نکل گیا بعد میں عذر بہانے کا مشورہ دینے والوں میں سے کسی کی بات پر کان نہیں دھرا اور خدمت اقدس میں پہنچ کر سیدھی اور سچی بات دوٹوک انداز میں عرض کرلی اس کے بعد جب بائیکاٹ کا عمل شروع ہوا تو ایسی تنہائی سے واسطہ پڑا جیسے روئے زمین پر کوئی متنفس موجود ہی نہ ہو' زمین کا تو کیا ذکر خود اپنی جان اپنے جسم پر ایک ناقابل برداشت بوجھ بن کے رہ گئی لیکن بایں ہمہ پورے ایمانی وقار کے ساتھ بازار میں نکلتے ہیں باقاعدگی سے نماز میں شامل ہوتے ہیں نوافل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکھیوں سے دیکھتے ہیں رومیوں کا شاہی مراسلہ موصول ہوتا ہے تو اس کا کوئی مثبت یا منفی جواب دینے کے بجائے بلا تامل اسے تندور میں جھونک دیتے' قبولیت توبہ کے بعد فرط مسرت میں اپنے مال و متاع کے بارے میں کوئی جذباتی فیصلہ نہیں کرتے بلکہ خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوکر مشورہ طلب کرتے ہیں' ان امور سے واضح ہے کہ متعلقہ فرد کمال درجہ کی خوداعتمادی سے متصف ہے جبکہ پہلا گروہ انفعالیت و جذباتیت سے متصف تھا اور یہ صفت اپنی تمام تر خوبی کے باوجود استقلال میں کمزوری کی غماز ہے اس لئے توبہ کا اعلان بھی "**عسی اللہ ان یتوب علیھم**" .... امید ہے اللہ ان کی توبہ قبول فرمائیں گے .... صیغہ رجاء (امید) کے ساتھ کیا گیا' اور مزید برآں یہ کہ مستقبل میں ایک شرط بھی عائد فرمادی جو اس کمزوری کا مداوا قرار پاسکے چنانچہ فرمایا" : "**فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون**" .... اللہ اس کا رسول اور اہل ایمان تمہارا عمل دیکھیں گے .... گویا مستقبل میں ان کے عمل پر صحابہؓ کے پہرے بٹھادیئے اور "**وستردون الی عالم الغیب والشھادۃ**" .... اور تمہیں غیب و شہادت کے جاننے والے کے حضور لے جایا جائے گا پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کرتے رہے ـــــ گویا اللہ کے حضور پیشی کے خوف کی تلوار لٹادی' اس اسلوب کا مدعا گویا توبہ کی خوشی کو اعتدال میں رکھنا اور آئندہ کے لئے جذبات کو قابو میں رکھ کر محتاط رہنا ہے اس کے برعکس دوسرے گروہ کی توبہ کے اعلان میں فرمایا": **وظنوا انہ لاملجا من اللہ الا الیہ ثم تاب اللہ علیھم لیتوبوا**" (التوبہ) .... اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ کی گرفت سے بچاؤ کی کوئی پناہ گاہ نہیں سوا اس کے کہ اس کے حضور توبہ کی جائے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تاکہ وہ توبہ پر کاربند رہیں .... یعنی خوداعتمادی کے قلعے مسمار ہوگئے اور یہ بات عیاں ہوگئی کہ ایک اللہ ہی واحد سہارا ہے باقی سب سہارے بیکار ہیں کیا خوداعتمادی کی استقلال مزاجی پر واضح کردیا کہ اگر خودرائی میں مبتلا ہوئے تو کٹی ہوئی پتنگ کی طرح کہیں کے نہ رہوگے کیونکہ خوداعتمادی کی گوناگوں خوبیوں میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے جلو میں شان لیڈری بھی پروان چڑھتی ہے اور یہیں شیطان بھی گھات میں بیٹھا ہوتا ہے جو نیازمندان منافقت کو وفادارانہ جذبہ کے ساتھ شخص متعلق کے گرد جمع کرکے اس کے ذوق لیڈری کی تسکین کا سامان کرتا ہے اس طرح وہ اپنے مطلب کے لئے راستہ نکالتا ہے۔ جبکہ انفعالی اور جذباتی طبیعت رکھنے والے گروہ سے ہروقت فتنے میں پڑجانے کا اندیشہ لاحق ہے اور سازشی ٹولہ دام ہمرنگ زمین بچھاکر کسی وقت بھی اسے اپنے دام میں پھانس سکتا ہے اور اسے غلط اور نہایت غلط استعمال کرسکتا ہے۔

مذکورہ دونوں مثالیں "السابقون" کی جماعت سے پیش کی گئیں جن سے شیطان کا فائدہ اٹھاسکنا کوئی آسان بات نہ تھی' بایں ہمہ انہیں تنبیہ فرمائی گئی اور تنبیہانہ لہجے میں شدت اور تنگی اختیار فرمائی گئی کیونکہ ان کے علو مرتبت کی

باقی صـ ١١ پر

نمازِ ظہر

قرآن وحدیث کی روشنی میں

حافظ امداداللہ محمود الحسن ڈی آئی خان

سب تعریفیں اس پاک ذات کے لئے ہیں جس خالق ذات خدا عزوجل نے کائنات کو وجود بخشا۔ اور اپنی عبادت کے لئے جن و انس کو پیدا کیا۔

وجہ تسمیہ صلوٰۃ الظہر

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات نماز کے سلسلہ میں سب سے پہلے ظہر کا ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وقت نماز ظہر کی تعلیم کے سلسلہ میں سب سے پہلے آنحضرت [illegible] کو یہی نماز پڑھائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ نماز ظہر کو نماز پیشین بھی کہا جاتا ہے۔

تعین وقت نماز ظہر

تعین اوقات میں اصلی امر فراست ہے جس سے مکلفین کی حالت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے اس سے وہ چیز اختیار کرلی جاتی ہے جو لوگوں پر گراں نہ ہو اور اسے مقصود حاصل ہوجائے اور اس کے علاوہ تعین اوقات ہیں اور بھی حکمتیں اور مصلحتیں ہوا کرتی ہیں جن کو راسخین فی العلم ہی خوب جانتے ہیں لیکن تین قاعدوں پر اس کا استنباط ہوا کرتا ہے اولاً" یہ کہ اگرچہ خداوند کریم زمانہ سے برتر ہے لیکن آیات اور احادیث باہم ایک دوسرے کی اس امر میں موئد ہیں کہ خدا تعالیٰ بعض اوقات میں اپنے بندوں سے قریب ہوا کرتا ہے اور بعض اوقات میں لوگوں کے اعمال خدا تعالیٰ پر پیش ہوا کرتے ہیں اور بعض اوقات میں وہ بعض بعض حوادث کو دنیا میں مقرر اور مقدر کیا کرتا ہے۔

تعین وقت کی تقسیم کے سلسلے میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب سے پہلے شب و روز کے حضرت نوح علیہ السلام نے حصے کئے تھے ان کے بعد ان کی اولاد برابر یہی حصے کرتی آئی ہے۔

اسی طرح عبادات جیسے نماز پنج گانہ کے اوقات کے سلسلے میں حدیث شریف میں آیا ہے" کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ تمہارا وقت ہے اور انبیاء سابقین کا وقت بھی یہی تھا"۔

اور جاننا چاہئے کہ نماز کے وقت تین ہیں۔ صبح' شام اور شب کی تاریکی چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرمایا ہے **اقم الصلوۃ الدلوک الشمس الی غسق الیل** (القرآن ۲:۱۵)

"ترجمہ: قائم کر نماز کو سورج ڈھلنے سے رات کی تاریکی تک"۔

اسی طرح قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔ "**ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا**○"

سورہ نساء میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ ترجمہ "مسلمانوں پر نماز موقوت فرض کی گئی ہے' یعنی اس کا وقت ان کے لئے مقرر کردیا گیا ہے۔" (تیسیر الباری شرح صحیح بخاری ص ۳۵۷ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمر([illegible]) سے روایت ہے کہ حدیث میں ہے:

وقت الظھر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر۔ (رواہ المسلم)

"ترجمہ: ظہر کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہے اور اس کا آخری وقت جب تک ہے کہ آدمی کا سایہ اس کے طول کے برابر ہوجائے"۔

اس حدیث کی روشنی میں نماز ظہر کے وقت کا صحیح تعین کرنے سے پہلے دو چیزوں کو جاننا ضروری ہے

○ زوال ○ سایہ اصلی

زوال آفتاب کے ڈھلنے کو کہتے ہیں جسے ہماری عرف میں دوپہر ڈھلنا کہا جاتا ہے سایہ اصلی اس سایہ کو کہتے ہیں جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی جگہ بڑا ہوتا ہے کسی جگہ چھوٹا اور کہیں بالکل ہی نہیں ہوتا' جیسے مکہ معظمہ اور مدینۃ المنورہ میں۔

زوال اور سایہ اصلی پہچاننے کی آسان ترکیب

زوال اور سایہ اصلی کی پہچان کے لئے ویسے تو آج کے اس جدید دور میں دائمی نقشہ اوقات اور گھڑیوں کا استعمال کثیر الرائج ہے' مگر پھر بھی کہیں ایسے مواقع اور مقام پیش آسکتے ہیں جہاں یہ آلات جدیدہ بروقت میسر نہ آسکتے ہوں بایں پیش نظر فقہاء اور علماء امت نے زوال اور سایہ اصلی کے پہچاننے کے سہل طریقے دریافت کئے ہیں جو پیش خدمت ہیں' جن میں پہلی سہل ترکیب یہ ہے

○ ایک سیدھی لکڑی (جس وقت میں دھوپ ہو اور دوپہر سے پہلے) ایک ہموار زمین میں (بالشت یا دو بالشت) گاڑھی جائے اور جہاں تک اس کا سایہ

پہنچے اس مقام پر ایک نشان بنادیا جائے پھر دیکھا جائے کہ وہ سایہ اس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ابھی زوال نہیں ہوا اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہوگیا اگر یکساں رہے نہ پیچھے ہٹے اور نہ آگے بڑھے تو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اس کو استواء کہتے ہیں۔

○ بایں طور دوسری آسان ترکیب مولانا محمد حسن نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ نے مذاق العارفین شرح احیاء العلوم الدین ج ا ص ۲۴۲ کے اندر یوں تحریر کرتے ہیں کہ زوال کے دریافت کرنے کا طریقہ دائرہ ہندی ہے جو اکثر کتب حنفیہ میں مذکور ہے اس کی صورت یہ ہے کہ زمین کو چورس کرکے خواہ تختہ کو چورس بنا کر اس پر ایک دائرہ پرکار سے کھینچیں اور مرکز دائرہ میں ایک عمود قائم کریں جس کی لمبائی تختہ سے اوپر نصف قطر سے کچھ کم ہو صبح کو اس عمود کا سایہ دائرہ کے باہر ہوگا اور کم ہوتے ہوئے دائرہ کے اندر آجائے گا پھر دوپہر کے بعد سایہ بڑھنے لگے گا یہاں تک کہ دائرہ سے باہر ہوجائے اور جس جگہ سے باہر ہو وہاں بھی ایک نشان لگادیا جائے اور وہ جو چھوٹی قوس دائرہ کی ان دونوں نشانوں کے درمیان میں ہے اس کو تنصیف سے ایک خط مرکز دائرہ میں ملادیا جائے پس جبکہ عمود کا سایہ اس خط پر منطبق ہو وہ وقت نصف النہار ہے اور جب مشرق کی جانب کو اس سے مائل ہو وہ وقت زوال ہے۔

بس ان دو مختلف آسان ترکیبوں کے بعد ہم آسانی کے ساتھ کسی ایک ترکیب کو سامنے رکھتے ہوئے یہ جان سکتے ہیں کہ نماز ظہر کا اول وقت آفتاب کا آسمان کے درمیان آکر مغرب کی طرف تھوڑا سا مائل ہوتا ہے جس کو زوال کہتے ہیں اور اس کا آخری وقت جبکہ آدمی کا سایہ اس کے طول کے برابر علاوہ سایہ اصلی کے ہوجاتا ہے۔

اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ان تغیرات اوقات کا اثر صرف دن اور رات پر نہیں بلکہ جسم انسانی کو بھی اس میں خاص دخل حاصل ہے۔

وقت ظہر کے متعلق ائمہ اربعہ کے اقوال اور ان میں تطابق

جاننا چاہئے کہ حضرت امام شافعیؒ امام مالکؒ اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک باقی رہتا ہے (ایک مثل سے مراد سایہ اصلی کے سواجب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوجائے) ایک روایت کے مطابق امام اعظم ابو حنیفہؒ کا بھی یہی مسلک ہے اور بعض حضرات کے نزدیک امام اعظمؒ کا فتویٰ بھی اسی مسلک پر ہے' چنانچہ درمختار میں بہت سی کتابوں کے حوالوں سے اسی مسلک کو ترجیح دی گئی ہے مگر ان کا (یعنی امام اعظم ابو حنیفہؒ) کا مشہور مسلک یہ ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل (یعنی سایہ اصلی کے سواجب ہر چیز کا سایہ اس سے دگنا ہوجائے) تک رہتا ہے بہرحال علماء نے اس سلسلہ میں ایک صاف اور سیدھی راہ نکالی ہے (جو راجح ہے) وہ کہتے ہیں کہ مناسب یہ ہے کہ ظہر کی نماز تو ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے تاکہ دونوں نمازیں بلااختلاف ادا ہوجائیں۔

بہرکیف نماز ظہر دو مثل کے پہلے بلا کراہت ادا کی جاسکتی ہے جس کی تائید میں امداد الفتاوی جلد اول ص ۹۹ پر ایک سوال کے جواب میں یہ پیراگراف نہایت موئد ہے کہ جس میں اوپر بیان کئے گئے زوال کے پہچاننے میں جو ترکیب پیش کی گئی اس سے منسلک ہے کہ اگر اس پیمانہ کے برابر سایہ چھوڑ کر بقیہ سایہ کو دیکھے کہ وہاں سایہ دار لکڑی کے برابر ہوگیا ہے یا نہیں۔ اگر برابر ہوجائے تو یہ عصر کا اول وقت ہے امام شافعیؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک' اور جب اس پیمانہ کے برابر سایہ چھوڑ کر اس سایہ دار لکڑی سے دگنا سایہ ہوجائے وہ اول وقت عصر کا ہے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک۔۔ اور آپ کو گنجائش ہے خواہ امام شافعیؒ کے وقت میں عصر پڑھ لیں خواہ امام ابو حنیفہؒ کے وقت میں جس وقت فرصت اور موقع ملے۔ یہاں تک فرصت نماز ظہر کے متعلق ائمہ حضرات کے اقوال اور ان کے درمیان تطبیق کو پیش کیا گیا اب نماز ظہر کی فضیلت احادیث مصطفیٰ کی روشنی میں پیش کی جاتی ہیں۔

نماز ظہر کا مقام احادیث کی رو سے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چار رکعتیں آفتاب کے ڈھلنے کے بعد پڑھے اور ان کی قرات اور رکوع اور سجدہ اچھی طرح کرے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور رات تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد چار رکعتیں کبھی نہیں چھوڑتے تھے اور ان کو لمبی پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے کہ دروازے آسمان کے اس ساعت میں کھلتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی عمل ان میں اوپر جاوے اور اس حدیث کے راوی صرف ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

اسی طرح ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی دن میں بارہ رکعتیں فرضوں کے سوا پڑھے اس کے لئے ایک مکان جنت میں بنایا جائے گا' دو رکعتیں فجر کے پیشتر اور چار ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد اور دو عصر سے پہلے اور دو مغرب کے

بعد۔

حدیث شریف میں ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا تہجد کی چار رکعتوں کا۔ ظہر سے پہلے چار رکعتیں تہجد کی چار رکعتوں کے برابر شمار ہوتی ہیں۔

تو گویا نماز ظہر کی سنتوں کی جب یہ فضیلت ہے تو فرض نماز ظہر اس سے بھی زیادہ اہتمام خاص اور فضیلت کا حق رکھتی ہے اکثر حالات میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد لوگ کام کاج میں مشغول ہوجاتے ہیں اور پھر شام گئے تک یہ مسلسل رواں دواں رہتا ہے اور خصوصاً" نماز ظہر اکثر کاروباری لوگوں سے ترک ہوجاتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ نماز فجر اور ظہر کے درمیان جو طویل فاصلہ ہے وہ حائل ہوجاتا ہے اور بوجہ اس طوالت کے نماز ظہر اپنے کاروبار کی تگ و دو میں ہی ضائع ہوجاتی ہے حالانکہ احادیث کی روشنی میں رزق کی وسعت ظہر کی نماز کی ادائیگی میں مضمر ہے اور نماز ظہر کا تارک اپنے اوپر رزق کے آسانی دروازوں کو بند کرتا ہے نماز ظہر کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ جناب خباب رضی اللہ عنہ نے نماز ظہر کی فضیلت مختلف راویوں سے روایت کی ہے

قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حر الرمضاء بالھجیر فما اشکانا

ترجمہ: صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے خباب رضی اللہ عنہ سے کہا ہم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نماز ظہر کے متعلق تپش آفتاب کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ہماری شکایت نہیں مانی۔ (رواہ الطحاوی)

اور اسی طرح بعینہ نماز ظہر کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "**مارایت احدا" اشد تعجیلا" لصلوٰۃ الظھر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما استثنت اباھا ولا عمر۔**"

ترجمہ: کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نماز ظہر میں تعجیل (جلدی) کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا حتیٰ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔"

اسی طرح ایک اور حدیث کی روشنی میں نماز ظہر کی اہمیت کو یوں اجاگر کیا گیا ہے:

عن حمزۃ العائذی قال سمعت انس بن مالک یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نزل منزلا" لم یرتحل منه حتی یصلی الظهر فقال رجل ولو کان نصف النهار فقال ولو کان نصف النهار

ترجمہ: حضرت حمزہ العائذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول مقبول ﷺ جب کسی جگہ اتر جاتے تھے تو جب تک نماز ظہر نہ پڑھ لیتے کوچ نہیں کرتے تھے ایک شخص نے کہا اگرچہ نصف النہار کا وقت ہوتا فرمایا اگرچہ نصف النہار کا وقت ہوتا۔

☐ تو معلوم ہوا کہ نماز ظہر کو حضور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے شوق اور انہماک سے پڑھتے تھے لہذا امت محمدیہ ﷺ کے ہر فرد مسلم کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ تمام نمازوں کو خصوصی فکر و اہتمام اور بروقت ادا کریں۔ یاد رکھیں اسلام تنگی کا مذہب نہیں ہے اسلام میں کسی قسم کا جبر نہیں پایا جاتا اسلام ہر دور کے نت نئے جدید تقاضوں کا واحد حل ہے حتیٰ کہ دین اسلام میں شریعت محمدیہ ﷺ نے ہر عبادت کے ادا کرنے میں آسانیوں کو پیش کیا ہے یہاں تک کہ فرائض پنج گانہ نمازوں کے طریقہ اوقات ادائیگی کو سردی گرمی کا لحاظ رکھتے ہوئے خصوصی سہولتوں کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

سخت گرمی میں نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کی رعایت

چنانچہ حدیث شریف میں ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابردو بالظھر فان شدۃ الحر من فیح جھنما....

(رواہ البخاری' الجامع الصحیح)

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرو اس لئے کہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے۔

اسی طرح اس کے مترادف ایک دوسری حدیث میں یوں الفاظ ہیں

اذا اشتد الحر فابردو بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم

ترجمہ: جب سخت گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو اس لئے کہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الحر ابرد بالصلوۃ واذا کان البرد عجل (رواہ النسائی)

ترجمہ: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب گرمی ہوتی تو دیر کرکے ٹھنڈے وقت (ظہر) کی نماز پڑھتے اور جب سردی کا موسم ہوتا تو جلدی (یعنی اول وقت میں) پڑھ لیتے۔

گویا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے مزاج کو جانتے ہوئے عبادات اور دیگر معاملات میں آسانیوں کی راہیں پیش کیں تاکہ کل قیامت تک آنے والی نسلوں میں سے کوئی شخص اسلام کو تنگی اور تنگ نظری کا مذہب

اخبارِ ختمِ نبوّت

قادیانی نبوت فرنگی اقتدار کی سیاسی شطرنج کا وہ مذہبی مہرہ تھی جس نے مذہب کا روپ اپنا کر برطانوی سامراج کے سیاسی مفادات کا تحفظ کیا یہودیت کی طرح قادیانیت کا وجود ہی سراپا سازش ہے' اس کا نشانہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام ہے۔ (مولانا نذیر احمد تونسوی)

کراچی (رپورٹ ابو مریم) جامع مسجد صدیق اکبر گلشن اقبال' جامع مسجد مکہ گلشن حدید' جامع مسجد مدینہ اورنگی ٹاؤن' جامع مسجد عبدالعزیز نفیس' جامع مسجد جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن' مدرسہ تجوید القرآن لانکز ایریا' جامع مسجد کورنگی' جامع مسجد محسن آباد' جامع مسجد النور ...ازہ مارکیٹ' جامع مسجد دارالسلام سپر مارکیٹ' جامع مسجد فاروقی کپڑا مارکیٹ' جامع مسجد بلال جوڑیا بازار' جامع مسجد باب الاسلام برنس روڈ' جامع مسجد طیبہ کلفٹن' جامع مسجد عائشہ باوانی' جامع مسجد مدرسہ صوت القرآن' جامع مسجد مدینہ برنس روڈ جامع مسجد ریاض' جامع مسجد دکھنی پاکستان چوک' جامع مسجد طور شیر شاہ میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی نے کہا کہ قرآن کریم کے بعد وحی نبوت کا دعوی تمام انبیاء کرام کی توہین اور ناقابل معافی سنگین ترین جرم ہے۔ کیونکہ ختمیت کی دیوار میں نقب زنی دینیات کے تمام نظام کو درہم برہم کردینے کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے جب بھی جہاد کو خیرباد کہا تو تباہی و بربادی ان کا مقدر بن گئی۔ اور ذلت و رسوائی کی دلدل میں پھنسے جہاں سے نکلنے کے لئے انہیں جہاد کا واحد راستہ ہی اختیار کرنا پڑا۔ برصغیر پاک و ہند میں اورنگزیب عالمگیرؒ کے انتقال کے بعد مغل حکمرانوں نے جہاد سے کترانا شروع کردیا تھا۔ شمشیر وسناں کی جگہ طاؤس و رباب نے لے لی تھی۔ تب انگریزوں نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے آہستہ آہستہ ہندوستان پہ قابض ہوکر اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور اسے دوام بخشنے اور وحدت ملی کو نیست و نابود کرنے کے لئے فتنہ مرزائیت کو جنم دیا...... تحریک مرزائیت جو مذہب کے روپ میں نمودار ہوئی دراصل مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانے اور ان کی یکجہتی کو ختم کرنے کی ایک خوفناک سازش تھی جو انگریز دور میں تیار کی گئی۔ اور اس حقیقت سے بھی انکار ناممکن ہے کہ اس تحریک کے بانی۔ مرزا قادیانی نے انگریز کے ایماء سے مسیلمہ کذاب کی راہ اپنا کر نبوت و رسالت کا ڈھونگ رچایا تھا۔ وہ ملت اسلامیہ کے خلاف انگریز کی تیار کردہ سازشوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انگریزی سامراج کی طرف سے مامور تھا۔ چنانچہ آنجہانی نے پلومر کی ٹانک وائن سے مست ہوکر ایک موقع پہ اپنی نبوت کو انگریز کا خودکاشتہ پودا تحریر کرکے برطانوی سرکار سے ناجائز تعلقات کی کہانی کا مخفی راز بے خبری کے عالم میں افشاں کردیا۔ اس دستاویزی ثبوت کے بعد کوئی عقل کا اندھا ہی مرزائیت کی بدنام راہ اختیار کرسکتا ہے۔

جب قادیانیت کے تمام سیاسی عزائم اور انگریز سے ناجائز تعلقات کے خفیہ راز فاش ہوگئے جو برطانوی استعمار کی رضاجوئی کے لئے قادیانی ملت کا تخلیقی جزو تھے تو برصغیر کے علماء حق نے اس فتنے کا ایسے انداز میں محاسبہ و تجزیہ کیا کہ تمام مسلمان ان کے کفریہ عقائد و اعمال و افکار سے چوکنا ہوگئے اور ان کے دل میں یہ بات پختہ یقین کرگئی کہ قادیانیت کا زہریلا پودا برطانوی سامراج نے اپنے سیاسی مفادات کے تحفظ کے لئے لگایا تھا اور قادیانی نبوت فرنگی اقتدار کی سیاسی شطرنج کا مذہبی مہرہ تھی۔ اس لئے مسلمانوں کو جس قدر نفرت انگریز اور انگریزی اقتدار سے تھی۔ اس سے کئی گنا زیادہ قادیان کی بناسپتی نبوت سے تھی۔ جس نے اسلام کی تحریف و تکذیب اور گورنمنٹ برطانیہ کی خوشامد وچاپلوسی کو اپنا شعار بنایا ہوا تھا اور قادیانی امت مغرب کی استعماری و طاغوتی طاقتوں کی آلہ کار بن کر عالم اسلام کے خلاف بدترین سازشوں میں مصروف تھی مولانا تونسوی نے کہا کہ قادیانی ناموس رسالت کے قزاق اور انگریز سامراج کے وفادار و پالتو ہیں اور قادیانی نبوت سراسر مکاری و عیاری' دجل و تلبیس کا دام فریب ہے اور اسلام دشمن طاقتوں کے لئے ان کی

جاسوسی اور خوشامد کا انداز اسلام اور اہل اسلام سے غداری کے مترادف ہے۔ اس لئے کسی سچے مسلمان کے دل میں مرزائیت اور اس کے پیروکاروں کی عزت و احترام کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ کیونکہ مرزائیت اسلام دشمنی اور ملک و ملت سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ مولانا تونسوی نے کہا کہ یہودیت کی طرح قادیانیت کا وجود ہی سراپا سازش ہے اور اس سازش کا نشانہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس حقیقت سے بھی انکار کی کوئی گنجائش نہیں کہ انگریز سامراج کے دوست اور یہود کے ایجنٹ مسلمانوں کے خیرخواہ قطعاً" نہیں ہوسکتے۔ اور جو مسلمانوں کے خیرخواہ نہ ہوں وہ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے ملک پاکستان کے ہرگز خیرخواہ نہیں ہوسکتے قادیانیوں جیسے ملک و ملت کے بدترین دشمنوں کو جج بنانا اور وزیر بنانا اور دیگر اہم حساس اداروں میں انہیں کلیدی عہدوں پر بٹھانا ملک و ملت کے آئین سے بغاوت' شہدائے پاکستان اور شہدائے ختم نبوت کے خون سے غداری کے مترادف ہے۔ جسے کوئی بھی محب وطن برداشت نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ صوبہ سندھ کی نگران کابینہ میں کنور ادریس جیسے متعصب قادیانی کو منصب وزارت پر فائز کرکے ملک و ملت کے ساتھ مذاق کرنے والے لور قادیانی وزیر کی برطرفی کے لئے اسلامیان پاکستان کے جائز مطالبات اور ملکی سطح پر پرامن احتجاج کو مسترد کرنے والے حکمران قہر خداوندی سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔ انہوں نے مطالبہ کیا اب بھی وقت ہے حکمران عقل کے ناخن لیتے ہوئے قادیانی وزیر سمیت تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کرکے ناموس رسالت کے دشمنوں کو نوازنے کی غلط پالیسی ترک کرکے توبہ کریں۔ اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا امتحان لینا چھوڑ کر اپنی آخرت کی فکر کریں۔

نشر الطیب
فی
ذکر النبی الحبیب ﷺ

تالیف : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی"

ناشر : مکتبہ لدھیانوی' دفتر ختم نبوت کراچی

نشر الطیب حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی" کی تالیف ہے جو مختلف مکتبہ سے شائع ہوچکی ہے مکتبہ لدھیانوی سے شائع ہونے کی وجہ سے حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے مقدمہ میں خود تحریر فرمایا ہے۔ حضرت حکیم الامت مجدد ملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی (قدس سرہ) کی کتاب "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ" متعدد خصوصیات کی بناء پر بہت بابرکت کتاب ہے جی چاہتا تھا کہ یہ متبرک کتاب مسلمانوں کے گھر گھر میں پڑھی جائے۔ خوش قسمتی سے اس متبرک کتاب کا ایک نسخہ' جو میرے شیخ برکۃ العصر قطب الاقطاب حضرت اقدس الحاج الحافظ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی (نور اللہ مرقدہ) نے اپنے دست مبارک سے مجھے عطا فرمایا تھا' میرے پاس موجود تھا' یہ نسخہ حضرت مولانا سید حکیم محمد الیاس صاحب نے' حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے حکم سے "کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور" سے شائع کیا تھا۔ اس لئے چند وجوہ سے اس نسخہ کی اشاعت کا داعیہ پیدا ہوا۔

اولاً" : اس رسالہ کے متبرک ہونے کی وجہ سے (اس کی بعض برکات کا بیان آپ حضرت حکیم الامت" کے مقدمہ میں پڑھیں گے)

ثانیاً" : یہ نسخہ ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ کی خصوصی توجہ اور فرمائش پر شائع کیا گیا تھا۔ پس اس کی اشاعت سے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی خواہش کی بھی تکمیل ہوگی۔

ثالثاً" : اس نسخہ کا خط بڑا عمدہ اور پاکیزہ ہے۔ مزید براں اس میں تصحیح کا خاص اہتمام کیا گیا ہے' چونکہ یہ نسخہ حسن ظاہر و باطن کا جامع ہے' اس لئے اس کا عکس شائع کرنا مناسب معلوم ہوا۔

البتہ ہم نے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کرنے کے لئے دو ترمیمیں کی ہیں' ایک یہ کہ فہرست از سر نو مرتب کرائی' دوم یہ کہ اس نسخہ کے ہر صفحہ کی پیشانی پر دائیں طرف "نشر الطیب عکسی" کا لفظ لکھا ہوا' اور بائیں طرف "جلد نمبر" کا لفظ تھا۔ حالانکہ کتاب کی ایک ہی جلد ہے۔ ہم نے "جلد نمبر" کی جگہ ہر صفحہ پر فصل کا نمبر لکھ دیا ہے۔ جس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہر صفحے سے یہ معلوم ہوگا کہ یہاں فلاں نمبر کی فصل چل رہی ہے۔ اور آپ کی مطلوبہ جگہ پیچھے رہ گئی ہے یا آگے آرہی ہے۔

حق تعالیٰ شانہ اس خدمت کو قبول فرمائیں اور مسلمان بھائیوں کو اس سے نفع اٹھانے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائیں' اور ناشرین و قارئین کے لئے اس کو سعادت دارین کا اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)

بقیہ : مجاہدہ بیٹی کا خط

جنگ کے برابر تھا۔ اس لئے میں نے ایک قادیانی' مرزائی' احمدی' غیر مسلم شوہر سے ازدواجی تعلق اور کسی قسم کا رشتہ نہ رکھے جانے کو فوقیت دی۔ اس لئے میرے چچا فوراً" فیصل آباد آئیں اور مجھے کراچی لے آئیں۔

اس خط کے روانہ کئے جانے کے بعد قادیانی غیر مسلم جماعت نے میرے ذہن کو زیر کرنے کے لئے کئی حربے استعمال کئے۔ مثلاً" ان کی طرف سے دو خواتین مجھ سے ایسی ملوائیں گئیں جو سنی مردوں کے ساتھ مرزائی ہونے پر بھی فخر سے بیوی ہونے کے ناطے رہ رہی تھیں اور مجھے بھی یہ ترغیب دینے کی کوشش کی پھر ایک جوڑا میاں بیوی کی صورت میں پڑھے لکھے مالدار سرکاری آفیسر کے روپ میں وارد ہوا اور مجھے سمجھایا کہ مرد قادیانی ہو جانے پر اس کی سنی بیوی اس کے ساتھ رہ سکتی ہے جبکہ دونوں اپنے اپنے مذہب پر قائم رہیں اور کچھ فرق نہیں پڑتا اور مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ مولوی حضرات ایسے فتوے پیسہ بٹورنے کی خاطر جاری کرتے ہیں اور بیوقوف مسلمانوں سے خوب پیسہ بٹورتے ہیں۔ انہی دنوں میں ایک دفعہ میرے شوہر نے زبردستی مجھ سے اپنے قادیانی بیعت نامہ پر دستخط لینے کی کوشش کی جس سے میں نے صاف انکار کر دیا اس افسر نے مجھے رضامندی کے عوض ہم کو اعلیٰ مکان' کاروبار اور دنیا کے کسی بھی حصے میں رہائش و دیگر تمام سہولتیں فراہم کئے جانے کی یقین دہانی کرائی کیونکہ ایسے لالچ دے کر وہ میرے شوہر کو بے دین کر چکے تھے اور یہ محض اس لئے کیا جاتا رہا کہ میں اور بچے تین افراد کے ناموں کا مزید اضافہ قادیانی ہو جانے والے فرد کے لئے ان کی جماعت "اے" کلاس کے اعلیٰ درجے کے حقوق فراہم کئے جانے کے لئے کافی تصور کیا جاتا ہے چونکہ ہمیشہ میرے انکار کئے جانے پر قادیانی جماعت میرے بچوں کے باپ کو نت نئے حربے اختیار کرنے کا سبق دیتی رہی پھر میرے شوہر نے میری انتہائی مادرانہ کمزوری بچوں کے بارے میں مجھ سے کہا کہ اگر تم مجھ کو چھوڑ کر جاؤ گی اور یہ بچوں کا کیس کورٹ تک پہنچا اور مجھے نہ ملے تو میں ان کو زبردستی اغوا کروا لوں گا۔ غرض کہ میں سابقہ تمام مواقع کی طرح اس موقع پر ثابت قدم رہی۔ اکثر شیطان مجھ کو اس انداز سے زیر کرنے کی کوشش کرتا کہ "اب گھر بھی گیا۔ شوہر بھی گیا اور بچے بھی جائیں گے"۔ اس موقع پر خدا کے حضور رو رو کر دعا کرتی کہ اے میرے رب! میری مدد فرما تاکہ میں دین اسلام اور تیرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے منکرین کا مقابلہ کر سکوں۔

بالآخر ۳ جولائی ۱۹۹۶ء کو میرے چچا مجھے اور میرے دونوں بچوں کو (جن کی عمریں بالترتیب ۶ سال اور ۳ ماہ ہیں) فیصل آباد سے بفضل خداوندی کراچی لے آئے جبکہ میں اپنے سجے سجائے گھر کے قیمتی سامان کو اڑوس پڑوس کے غریب غربا لوگوں میں فی سبیل اللہ تقسیم کر کے چند ضروریات زندگی کو اپنے ساتھ لے آئی۔ یہ ساری قربانی میں نے دین اسلام کے نظریات "ختم نبوت" کے تحفظ کی خاطر اپنے رب کے حضور پیش کی ہے۔

میں آپ سے مندرجہ ذیل شرعی سوالات کے متعلق تسلی چاہتی ہوں۔

○ میری ازدواجی زندگی کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

○ میرے دونوں بیٹوں پر ان کے قادیانی باپ کا کیا حق ہے؟

○ میری والدہ ایک بیوہ ہے۔ میرا ایک بھائی برسرروزگار جبکہ دوسرا ابھی زیر تعلیم ہے دیگر ۵ بہنوں کی شادی ہو چکی ہے ان حالات میں اور میرے بچے اپنی ماں و بھائی پر بوجھ ثابت ہو رہے ہیں۔ ذریعہ معاش کے لئے مجھے فوری طور کیا ملازمت کرنا شرعی طور پر جائز ہے؟

○ حالات کا مقابلہ کس طرح کر پاؤں گی کیونکہ آج میرے ساتھ خاص طور پر بچوں کے معاملے میں انصاف نہ کیا گیا اور وہ اپنے قادیانی باپ کی تحویل میں دے دیئے گئے تو آئندہ آنے والے وقت میں مسلمان گھرانے کی بیٹیاں محض اسی خوف کی بنا پر حرام کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو کر قادیانی سازش کا شکار ہونے والے مردوں کے ساتھ رہنے پر مجبور ہوں گی کہ ان کی گودیں اجڑ جائیں گی اس سے متعلق میری رہنمائی فرمائیں؟

○ مسلمانوں کے بچوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہود' ہنود' غیر مسلم قادیانی "جدید الیکٹرانک میڈیا" و ڈش نشریات سے اپنے زہریلے ناپاک نظریات پیش کر کے مسلمانوں کو غیر مسلم کر رہے ہیں اور مسلمان بچیوں کے گھر اس انداز سے اجڑ رہے ہیں ان قادیانیوں نے اپنے گھر میں ایسے ٹریننگ سینٹر بنائے ہوئے ہیں جہاں یہ ایسے مردوں عورتوں اور نوجوان لڑکے لڑکیوں کو گھیر کر لاتے ہیں اور اپنی نشریات کے ذریعے ان کو گمراہ کرتے ہیں جو اسلام سے ناواقف ہوتے ہیں اور پھر میری طرح نہ جانے کس کس کا گھر تباہ ہوا ہو گا اور آئندہ ہوں گے کیا یہی "اسلامی جمہوریہ پاکستان" ہے اور ہم نے لاکھوں [illegible] سے آزادی حاصل کی اور یہاں پاکستان آئے۔ آج مجھے پنجاب سے سندھ ایک غیر مسلم کے خوف سے ہجرت کرنی پڑی ہے۔ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" میں حکومت وقت اور علمائے کرام و سیاسی لیڈران کی خاموشی آخر کیوں ہے؟ وہ اس سازش کے سدباب کے لئے اقدام کیوں نہیں کرتے؟

○ میں نے اپنی زندگی کے اس جہاد کے بعد یہ نیت کی ہے کہ اگر میرے بیٹے کا باپ "منکر ختم نبوت" ثابت ہوا ہے تو انشاء اللہ میرا بیٹا "تحفظ ختم نبوت" کا مبلغ ثابت ہو جس کے لئے میں چاہتی ہوں کہ میرا بیٹا "حافظ قرآن" بھی ہو اور مبلغ نظریات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو۔ اس سلسلے میں خدارا میری رہنمائی بھی فرمائیں اور مجھ جیسی مجبور پر دست شفقت بھی رکھیں تاکہ بقیہ ایام زندگی کو دین اسلام کے اصولوں پر گزارنے کا ذریعہ پاسکوں۔

جواب : جس عورت کا شوہر مرتد ہو جائے اس کا نکاح فوراً" فسخ ہو جاتا ہے آپ کے شوہر کے قادیانی مرزائی ہونے سے آپ کا نکاح ختم ہو چکا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو عدت کے بعد دوسری جگہ عقد کر سکتی ہیں۔

○ مرتد کا اپنے بچوں پر کوئی حق نہیں۔ یہ بچے شرعی قانون کے مطابق آپ کے پاس رہیں گے۔

○ آپ اگر چاہیں تو باپردہ ملازمت کر سکتی ہیں۔

○ بچوں کے بارے میں انشاء اللہ آپ کے ساتھ انصاف ہو گا' اور انشاء اللہ! آپ کا مستقبل روشن ہو گا۔ جس مالک کے لئے آپ نے اتنی بڑی قربانی دی ہے وہ آپ کی حفاظت و کفالت کرے گا' آپ کا کچھ نہیں بگڑا اور نہ بگڑے گا' آپ کے شوہر نے اپنا نقصان کیا کہ اپنی دنیا بھی برباد کر لی اور آخرت بھی تباہ کر لی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے کٹ کر ایک جھوٹے دجال سے تعلق جوڑ لیا' عنقریب مرتے ہی اس کے سامنے ساری حقیقت کھل جائے گی۔

○ دشمنوں نے اس ملک کو ہر اعتبار سے تباہ و برباد کرنے کی ٹھان رکھی ہے' مگر ارباب اقتدار کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی غیرت مند مسلمان کو قوم کی قیادت پر مقرر فرمادیں۔ آپ اپنی مشکلات اور بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں براہ راست مجھ سے دفتر ختم نبوت پرانی نمائش میں مل لیں۔ صبح دس سے بارہ کے درمیان۔

○ اللہ تعالیٰ آپ کے ارادوں میں برکت فرمائیں میں آپ کی عزیمت کو سلام کرتا ہوں۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کریں گے۔

REGD. NO. SS- 160

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت سے تعاون

شفاعتِ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعے مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت' **دارالتصنیف** اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ "ختم نبوت" کے ذریعے قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوۃ' صدقات' خیرات' فطرہ' عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

(نوٹ) رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے پر مصرف میں لایا جاسکے

ترسیل زر کا پتہ : دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون 514122- فیکس 542277

(نوٹ) مجلس کے مقامی دفاتر میں رقوم جمع کرا کر مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

کراچی کے احباب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر

جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم-اے جناح روڈ کراچی میں رقوم جمع کرا سکتے ہیں

رابطہ :

دفتر کراچی فون 7780337- فیکس 7780340